شرحِ حدیثِ افکؓ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا مسئلہ

صدّیقہ بنت صدیق (رضی اللہ عنہا)

تیری پاکیزگی پر نطقِ فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی ، عافیت بخشی فضیلت دی

اگر تیری سحر پرور ادا پر داغ آجاتا
خدا کا انتخابی فیصلہ مخدوش کہلاتا

خدائے لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا

رسول اللہ نے رکھا ہے صدّیقہ لقب تیرا
فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگِ بدر میں پایا
اسے پرچم بنا کر مخبرِ صادق نے لہرایا

ترا حجرہ امینِ خاص ہے ذاتِ رسالت کا
بساطِ ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغِ جنّت کا

اسی میں رحمۃ للعالمین بستے تھے بستے ہیں
ترا حجرہ ہے جس کو گنبدِ خضریٰ کہتے ہیں

اسی سے حشر کے دن سرورِ کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع شیخین اٹھینگے

شفاعت کی تیرے رحمت کدہ سے ابتدا ہوگی
اسی پر اُمتوں کی مغفرت کی انتہا ہوگی

امامِ اہلسنت سیّدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا:

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی
اس حریمِ براءت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش حصہ دوم)

نوٹ : بعض اشعارِ گستاخانہ اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی طرف از حدائق حصہ سوم منسوب ہیں وہ آپ پر افتراء ہے۔ تحقیق کے لئے دیکھئے "فتاوی مظہری"۔

یاد رہے کہ حدائقِ بخشش حصہ سوم اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ کسی ناشر نے آپ کے نام سے اس حصہ کو شائع کیا۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فقیر اویسی غفرلہ ہر سال دورۂ تفسیر میں بحثِ افک علماء کرام کو لکھاتا۔ اس سال کوئٹہ بلوچستان میں یہ بحث کچھ طویل ہو گئی اس لئے اسے قلمبند کر کے اس کا نام "شرح حدیثِ افک" رکھ دیا لیکن یہ شرح شارحانہ، محدثانہ، مفسرانہ حیثیت سے نہیں بلکہ مناظرانہ ہے جب کہ اس میں مندرجہ ذیل ابحاث شامل کر دئے گئے ہیں۔

(۱) حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے منکرین کے اوہامِ باطلہ کی تردید۔

(۲) خوارج کے وہ اعتراضات جو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر وارد کئے گئے ہیں ان کے تفصیلی جوابات۔

(۳) روافض کے وہ خدشات جو ام المومنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر کئے ان کے مختصر جوابات لکھ دیئے ہیں۔

آخر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس بہتان میں شامل کرنیوالوں کے خیالات کا بھی ازالہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فقیر بے نوا اور ادنیٰ گدائے آلِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ معمولی کوچہ نویسی قبول فرمائے

آمین

صدّیقہ بنت صدّیق (رضی اللہ عنہا)

(تعارف)

السّلام اے مادر مومنان السّلام — السّلام اے رہبر کاملان السّلام
السّلام اے بنت صدیق السّلام — السّلام اے زوجۂ ختم مرسلان السّلام

نام: عائشہ
کنیت: ام عبداللہ
لقب: صدیقہ، حمیرا
والد محترم: افضل البشر بعد الانبیاء خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر
والدہ محترمہ: زینب
کنیت: ام رومان
ولادت: بعثتِ نبوی سے پانچ برس قبل
عقدِ نبوی: مکہ میں نو سال کی عمر میں
رخصتی: مدینہ میں ۱۲ سال کی عمر میں
وفات: ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب والد محترم کی جانب سے سات اور والدہ محترمہ کی جانب سے گیارہ واسطوں سے پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

آپ ان برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی، خود فرماتی ہیں:

"جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا (ہوش سنبھالا) ان کو مسلمان پایا۔"

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہ کا

حضور علیہ السلام سے عقد جب وصال ہوا تو حضور علیہ السلام کو بڑا غم لاحق ہوا آپ نے اس سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ وفا شعار بیوی کی رحلت سے ایک دفعہ گھر کا سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے خدیجہ کی وفاداری کسی سے پوشیدہ نہیں ان دنوں میں حضور علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کیا کہ جب مکہ میں آپ کو خدا کا رسول کہنا بہت بڑا جرم گردانا جاتا تھا۔ لاکھوں سلام ہوں حضرت خدیجہ پر کہ انہوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر اسلام کی دولت حاصل کی یہ وہ خوش قسمت اور سعادت مند خاتون ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا ایسی خاتون کہ جس نے اس وقت آپ کو حوصلہ دیا جب دنیا میں آپ کو حوصلہ دینے والا کوئی نہ تھا اس کا دنیا سے چلا جانا واقعی آپ کے لئے بہت بھاری صدمہ تھا آپ اس حادثہ کی وجہ سے بالعموم افسردہ خاطر رہتے تھے بعض صحابہ نے آپ کو عقدِ ثانی کا مشورہ دیا آپ نے صحابہ کے اس مشورہ کے پیش نظر اپنے رفیقِ خاص سیدنا صدیق اکبر کو ان کی لختِ جگر سیدہ عائشہ کے لئے پیغام دیا۔ "اللہ اللہ آج اس خواب نبوی کی تعبیر سامنے آ رہی ہے کہ جس میں جبرئیل امین آقائے حضور کو ایک ریشمی کپڑے میں سیدہ عائشہ کی تصویر پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر نے عرض کی (فداہ ابی وامی) میں تو آپ کا بھائی ہوں اور عائشہ آپ کی بھتیجی۔

آپ مسکرائے۔ فرمایا ابوبکر تو میرا دینی بھائی ہے۔ حضرت ابوبکر نے جب یہ بات سنی تو تیار ہو گئے۔

رخصتی: حضور علیہ السلام سے مکہ میں آپ کا نکاح ہوا کچھ عرصہ آپ اپنے میکے رہیں ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آب و ہوا کی تبدیلی کے پیش نظر آپ بیمار ہو گئیں۔ بیماری کے سبب آپ کافی کمزور ہو گئیں جب آپ صحت یاب ہوئیں تو ۲ ھ میں آپ کی رخصتی کا انتظام کیا گیا۔ پانچ سو درہم حق مہر ادا کیا گیا۔ سیدہ صدیقہ کا حضور علیہ السلام سے نکاح ماہ شوال میں ہوا اور رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ عرب میں ایک مرتبہ ماہ شوال میں طاعون کی بیماری پھیلی تھی اس وقت سے عرب میں بسنے والے باشندے اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے حضرت صدیقہ کے اس ماہ میں نکاح اور رخصتی کی وجہ سے لوگ بھی شادیاں کرنے لگے اس طرح قدیم عرب میں دستور تھا کہ منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی جائز نہیں سمجھتے تھے حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں تھی۔ حضور علیہ السلام اور سیدنا ابوبکر کا بچپن ہی سے آپس میں پیار تھا اس شادی نے اس مصنوعی پابندی کا خاتمہ کر دیا۔

نصف صدی تک عالم اسلام کو منور کرنے کے بعد ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ ھ

وفات میں آپ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں نماز وتر کے بعد اپنی جان خالق کے سپرد کی نماز جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ کسی دوسرے جنازہ میں نہ دیکھا گیا۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دیگر امہات المومنین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سیدہ ام سلمہ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"عائشہ کے لئے جنت واجب ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں۔"

ابن عمرؓ نے فرمایا:

"جس جس کی وہ ماں تھیں اسی کو ان کا غم تھا"

ابن عباس نے فرمایا،

"خدا نے احکام تیمم کی سہولت آپ کی بدولت عطا فرمائی اور آپ کی شان میں قرآنی آیات کا نزول ہوا یہ آیتیں ہر محراب و مسجد میں تلاوت کی جاتی ہیں۔"

فضائل و مناقب: سیدہ عائشہ صدیقہ کے انفرادی مناقب اتنے ان گنت ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے ان میں چند فضائل اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہیں جن سے سیدہ صدیقہ کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

آیات واقعہ افک: ان الذین جاؤ بالافک عصبة منکم لا تحسبوه شراً لکم بل هو خیر لکم (النور ۱۱)

"بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں۔ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اُسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

(ف) یہ آیت اور اس سے اگلی آیات صرف ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی پاک دامنی، عظمت اور عزت و وقار کے تحفظ کے لئے نازل ہوئی تھیں آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ عرش سے خداوند کریم نے ان کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا یہ اتنا بڑا اعزاز ہے جو تاریخ عالم میں کسی کو نصیب نہیں ہو بقول مفسر قرآن حضرت ابن عباس کہ،

"آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جو ہر محراب و منبر میں شب و روز تلاوت کی جاتی ہیں۔"

ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(ف) واقعۂ افک حضرت عائشہ صدیقہ کی زندگی کا بڑا اہم واقعہ ہے مفسرین و محدثین نے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے لئے تشریف لے گئے۔ امہات المومنین میں سے عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ غزوہ سے فراغت کے بعد واپسی پر سیدہ صدیقہ قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں دیر ہو گئی۔ قافلہ جا چکا تھا حضرت عائشہ کے جمالوں نے یہ سمجھ کر کہ حضرت عائشہ ہودج (کجاوہ) میں سوار ہو گئی ہیں، چل پڑا۔

قافلہ اپنی جگہ سے جا چکا تھا آپ اس جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں۔ بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور آپ چادر اوڑھ کر سو گئیں۔

حضرت صفوان بن معطل جن کی ڈیوٹی تھی کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں تاکہ قافلہ والوں کی گری پڑی چیز کو سنبھال لیں آپ صبح صادق کے قریب وہاں پہنچے دیکھا کوئی آدمی سو رہا ہے۔ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ ہیں۔ حضرت صفوان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا ان کی آواز سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے چہرہ ڈھانپ لیا حضرت صفوان نے اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا آپ ہودج (کجاوا) میں سوار ہو گئیں حضرت صفوان اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ پا چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث الفطرت، منافق اور دشمن رسول تھا اس کو موقع ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کی آڑ میں حضور علیہ السلام کے گھرانے کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔

سفر سے واپس آ کر سیدہ صدیقہ گھر کے کام کاج میں لگ گئیں انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ منافقین نے ان کے بارے میں کیا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کچھ سفر کی تھکاوٹ تھی اور کچھ منافقین کی بے ہودگی کا اثر، ادھر حضور علیہ السلام کا

وہ لطف وکرم نہ تھا جو پہلے ہوتا تھا کیونکہ آپ تک بھی یہ بات پہنچ گئی تھی حضرت عائشہ نے ان حالات کے پیشِ نظر آپ سے اجازت لی اور اپنے میکے چلی گئیں مقصد یہ تھا کہ اس سلسلہ میں والدین سے مشورہ کریں حضرت عائشہ کے میکے جانے کے بعد پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر اس قصّے کی تحقیق فرمائی، جس سے بھی آپ نے دریافت فرمایا اُسی نے بھی عائشہ کی پاک دامنی کی گواہی دی سیدنا فاروق اعظم نے تو کمال ہی کر دیا حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ عائشہ سے آپ نے نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا یا خدائی حکم تھا۔ رحمتِ دو عالم نے جواب دیا کہ عمر! پیغمبر کا کوئی کام اشارۂ خداوندی کے بغیر نہیں ہوتا۔ فاروقِ اعظم کی زبان سے بے ساختہ سبحانک ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ نکلا۔

حضرت عمر نے دربارِ رسالت میں جوں ہی عائشہ کی پاک دامنی بیان کی، خداوند کریم نے فوراً بذریعہ جبرئیل امین حضرت عمر کی اس بات کی توثیق فرمادی۔

اس واقعہ کی تحقیق کے بعد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ،

"میرے گھر والوں کے معاملہ میں عبداللہ بن ابی کی ذات سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے ادھر بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے اوس اور خزرج کے قبائل کا آپس میں الجھنے کا خطرہ پیدا ہو گیا آپ نے دونوں قبیلوں کو ٹھنڈا کیا اور خاموش ہو گئے۔"

حضرت عائشہ پر ان چہ میگوئیوں کا بڑا اثر تھا۔ آپ مسلسل رو رہی تھیں آپ کے والدین کو ڈر تھا کہ کہیں اسی رونے کی وجہ سے عائشہ کا کلیجہ نہ پھٹ جائے حضور علیہ السلام نے جب یہ

بات سنی تھی آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف نہیں لائے تھے ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا عائشہ تمہارے بارے میں یہ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں اگر تم بری ہو تو اللہ تعالےٰ تمہیں بری کر دیں گے اور اگر تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ سے توبہ واستغفار کرو وہ یقیناً معاف فرما دے گا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنا کلام پورا فرما چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے میں نے اپنے ابا سے عرض کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا تو انہوں نے بھی عذر کیا آخر کار میں نے خود حضور علیہ السلام کو جواب دیا۔ سیدہ صدیقہ نے جو کچھ پیغمبر دو عالم سے عرض کیا وہ بڑا ہی عاقلانہ اور فاضلانہ جواب تھا آپ نے عرض کیا۔

"بخدا! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگوں نے اس بات کو سنا اور سنتے رہے یہاں تک کہ آپ لوگوں کے دل میں بیٹھ گئی اور آپ لوگوں نے عملاً اس کی تصدیق کر دی اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں اس سے بری ہوں جیسا کہ اللہ جانتا ہے کہ واقعی میں بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہ کریں گے اور اگر میں ایسے کام کا اعتراف کر لوں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو آپ لوگ میری بات مان لیں گے واللہ اب اپنے اور آپ کے معاملہ کی کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسف کے والد یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ میں صبرِ جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ سے اس معاملہ میں مدد طلب کرتا ہوں جو تم بیان کر رہے ہو۔"

حضرت عائشہ اتنی بات کر کے الگ بستر پر جا کر لیٹ گئیں اور فرمایا کہ جیسا کہ میں فی الواقع بری ہوں اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار بذریعہ وحی ضرور فرما دیں گے۔ لیکن یہ

بات میرے وہم وگمان میں نہ تھی کہ میرے معاملہ میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی جو ہمیشہ تلاوت کی جاویں گی۔

صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ اور میرے والدین ابھی مجلس سے نہیں اٹھے تھے کہ آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی اس کیفیت کے ختم ہونے پر آپ ہنستے ہوئے اٹھے اور فرمایا

اُبشِری یا عائشہ اما اللہ فقد ابراکِ	اے عائشہ خوش خبری سنو اللہ نے تمہیں بری کردیا۔

یہ سنکر حضرت عائشہ نے فرمایا میں اس معاملہ میں اپنے رب کی شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے بری فرمادیا۔ (ہم نے یہ روایت عربی معہ ترجمہ آگے مکمل کر لکھ دی ہے)

منافقین کے جھوٹ کی کلی کھل گئی۔ حضرت عائشہ کی پاک دامنی کی گواہی خود خداوندکریم نے دے دی اور تاقیام قیامت پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والے اوباش لوگوں کے واسطے حد مقرر فرمادی جس کو شرعی اصطلاح میں حدِ قذف کہا جاتا ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حدِ قذف جاری فرمائی۔ عبداللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوہری حد جاری کی گئی

(ف) علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اگر پورے قرآن میں تلاش کیا جائے تو کسی کے لئے کوئی وعید اتنی سخت نازل نہیں ہوئی جتنی حضرتِ عائشہ پر تہمت تراشنے والوں کے حق میں نازل ہوئی، چار اشخاص کی چار کے ذریعے سے برأت کی گئی۔

(۱) یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے گھر کے ایک فرد (بچہ) کی شہادت کی وجہ سے۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی تہمت سے اس پتھر کے ذریعے جو آپ کے کپڑے لے بھاگا تھا۔

(۳) سیدہ مریم کو اپنے بچے (عیسیٰ) کی شہادت کی وجہ سے

(۴) سیدہ عائشہ کو ان مذکورہ آیات کے ذریعے

علامہ بیضاوی نے سبحانک ھذا بھتان عظیم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا اظہار اتنی مؤکد عبارتوں میں محض منصبِ رسول کی عظمت بیان کرنے اور آپ کے مرتبے کو بالا اور اعلیٰ بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔[1]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس سے اللہ اور اللہ کے رسول کی نظر میں حضرت عائشہ کی عظمت و شان کا اظہار مقصود ہے"۔[2]

مفسرین نے والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت اولئک مبرؤن مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم (النور ۲۶) کے تحت لکھا ہے کہ:

"گندے کلمات جیسے کلمۂ کفر، جھوٹ، صحابہ اور اہل بیت کو برا کہنا، پاک دامن عورتوں پر زنا کا بہتان تراشنا اور اس جیسی دوسری باتیں ناپاک آدمیوں جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ کے لئے ہی جچتی ہیں۔ وہی ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں پاک لوگ ایسا کلام زبان سے نہیں نکال سکتے گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے، پاک مرد پاک عورتوں کے لئے، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں۔"

حضرت عائشہ پاک ہیں اس لئے اللہ نے ان کو اپنے رسول کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا اماں عائشہ افترا پردازوں کی الزام تراشیوں سے پاک ہیں۔ اگر عائشہ پاک نہ ہوتیں تو رسول اللہ کی بیوی بننے کی اہل نہ ہوتیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ کو ناپسند ہے کہ میں سوائے جنتی کے کسی اور سے نکاح کروں"۔

۱۔ بیضاوی ۲۔ مظہری

تیمّم کا حکم ؛ جس طرح اللہ رب العزت نے حضرت صدیقہ کی وجہ سے قیامت تک کے لئے عورتوں کی عزت وحرمت کی حفاظت کے واسطے ایک ضابطہ مقرر فرمایا ہے اسی طرح آپ کی وجہ سے خداوند کریم نے اُمّتِ محمدیہ کو ایک اور سہولت عطا فرمائی، وہ یہ کہ ایک اور سفر میں آپ کا یمنی ہار گم ہوگیا اس بار حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کو فوراً خبر کردی۔ قافلہ آگے بڑھنے سے رک گیا۔ صحابہ کرام آپ کا ہار تلاش کرنے لگے۔ اس مقام پر پانی کا نام ونشان تک نہ تھا فجر کی نماز کا وقت آگیا۔ لوگ پریشان ہوکر حضرت ابوبکر کی خدمت میں آئے، حضرت ابوبکر غصہ کی حالت میں حضرت عائشہ کے پاس گئے اور فرمایا عائشہ تو روز روز کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کردیتی ہے۔ حضور علیہ السلام حضرت عائشہ کی گود میں آرام فرمارہے تھے حضرت ابوبکر کی آواز کی وجہ سے آنکھ کھل گئی اور تیمم کا حکم اس طرح نازل ہوا۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (مائدہ ۶)	پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔

یہ خوشخبری سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور لوگ حضرت عائشہ کو دعائیں دینے لگے۔

حضرت اسید بن حضیر نقیب رسول نے فرمایا،

"اے ابوبکر کی بیٹی! اسلام میں یہ تیری پہلی برکت ہے"۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر نے تیمم کا حکم سنکر فرمایا کہ؛

"بیٹی مجھے خبر نہ تھی کہ تو بابرکت ہے کہ تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت بڑی سہولت عطا فرمادی"۔

واقعۂ ایلا حضور علیہ السلام کے گھر میں دو دو مہینے تک آگ نہیں جلتی تھی آپ کی ازواجِ مطہرات بڑے بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں۔ جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو

ایک دن تمام بیویوں نے اپنے کھانے اور کپڑے میں اضافے کی درخواست کی، حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا تو آپ حضرت عائشہ سے ناراض ہوئے آپ نے جواب دیا "اباجان! آپ فکر نہ کریں میں حضور علیہ السلام کو زحمت نہیں دوں گی" ازواجِ مطہرات اپنے مطالبے پر قائم رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنجیدہ ہوکر ایک ماہ کے لئے تمام بیویوں سے علیحدہ رہنے کا عہد کرلیا۔ جوں ہی انتیس دن گذرے، آپ سب سے پہلے سیدہ صدیقہ کے حجرے میں تشریف لے گئے حضرت صدیقہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ایک مہینہ کا عہد فرمایا تھا ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں۔ آپ نے مسکراکر جواب دیا "عائشہ! مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر سورۂ احزاب کی آیات نازل ہوئیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلاکر اچھی طرح سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے"۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جوں ہی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ نے اس کے اظہار و اعلان کی ابتداء مجھ سے فرمائی اور آیات سنانے سے پہلے فرمایا کہ عائشہ اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرکے جواب دینا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کی یہ خاص نظرِ عنایت تھی کہ مجھے والدین سے مشورہ کے بغیر اظہار رائے سے منع فرمایا۔ میں نے جب یہ آیت سنی تو فوراً عرض کیا کہ میں اس معاملہ میں والدین سے مشورہ لینے جاؤں؟ میں اللہ اور رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ سیدہ عائشہ کے اس جواب کے بعد تمام ازواجِ مطہرات نے آپ کو یہی جواب دیا کہ ہم دنیا کی فراخی کو حضور کی زوجیت کے مقابلے میں رد کرتی ہیں

۱؎ ترمذی

خصوصیات عائشہ رضی اللہ عنہا: ان خصوصی واقعات کے علاوہ اور بھی بہت سی حضرت عائشہ کو نصیب ہوئیں جن پر حضرت عائشہ کو ناز تھا۔

جب میں نے سیدہ حوا سے لے کر آج تک کی عورتوں کی تاریخ کا جائزہ لیا تو جو خصوصیات مجھے اماں عائشہ میں ملیں وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی عورت کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔

(١) صرف آپ کا نکاح حضور علیہ السلام سے کنواری حیثیت میں ہوا۔

(٢) جبرئیل امین نے آپ کو سلام کہا۔

(٣) عائشہ کے بستر پر جب حضور تھے تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔

(٤) وفات کے وقت آنحضرت کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔

(٥) آپ نے آخری وقت میں حضور کو اپنے دانتوں سے مسواک چبا کر دیا۔

(٦) آپ کا حجرہ رسول عربی کا مدفن بنا۔

(٧) آپ سے مغفرت اور رزق کریم عطا فرمانے کا وعدہ ہوا۔

(٨) آپ رسولِ عربی کے خلیفۂ اول کی صاحبزادی تھیں۔

(٩) آپ صدیقہ طاہرہ تھیں۔

(١٠) صحابیات اور امہات المومنین میں سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

(١١) روایاتِ حدیث میں آپ کا چھٹا نمبر ہے

(١٢) آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔

(١٣) آپ کے فرمودات شریعت اسلامیہ کے اندر مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں

(١٤) آپ کے وجود مسعود کی برکت سے عورتوں کے لئے ہدایات اور رہنمائی کا ذخیرہ مسائل کی شکل میں منتقل ہوا۔

(١٥) جنگ بدر میں آپ کے دوپٹے کا حضور علیہ السلام نے پرچم بنایا۔

(١٦) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جلیل القدر صحابہ آپ سے ارشاداتِ رسول کی تشریحات دریافت کرتے تھے۔

(١٧) آپ کے خصوصی شاگردوں کی تعداد دو سو ہے۔

سیدہ صدیقہ، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں:

(١) حضرت ام سلمہ کو آپ نے فرمایا، "قسم خدا کی مجھ پر کسی بیوی کی خواب گاہ میں وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہ کے"۔

(٢) سیدہ فاطمہ کو آپ نے فرمایا: "اے بیٹی! جس سے میں محبت کروں کیا تم اُس سے محبت نہیں کروگی؟" حضرت فاطمہ نے عرض کیا کیوں نہیں"۔ اس پر آپ نے فرمایا "پھر تم بھی عائشہ سے محبت کرو"

(٣) حضرت عمرو بن العاص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا: "یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے"؟ آپ نے فرمایا: "عائشہ" آپ نے عرض کی کہ حضور میری مراد مردوں میں ہے"۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا "کہ عائشہ کا باپ ابوبکر ہے"۔

(٤) عائشہ کو عورتوں میں اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں

(١) آپ کو اطلاع ملی کہ دو آدمیوں نے حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کی ہے آپ نے ان دونوں کو طلب کر کے سو سو دُرّوں کی سزا دی۔

(٢) عائشہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کی زوجہ ہیں۔

علمی مقام

(١) اگر تمام مردوں کا علم ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور اس کے ساتھ امہات مطہرات کا علم بھی شامل کر دیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم ان کے

مجموعی علم سے زیادہ نکلے گا (امام زہریؒ)

۲ شرافتِ نسبی کے اعتبار سے حضرت فاطمۃ الزہرا سب سے افضل ہیں۔ نساءِ بقیت اسلام کے لحاظ سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سب سے بزرگ ہیں۔ لیکن اگر علمی کمالات، دینی خدمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کی نشر و اشاعت کی فضیلت کا پہلو سامنے ہو تو ان میں صدیقہ کبریٰ سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں یہاں ایک طویل بحث لکھی ہے جس کا خلاصہ ہم نے اوپر عرض کر دیا۔

آخری گذارش:

فقیر نے شرح حدیث میں صرف اس اعتراض پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی صفائی کا علم نہ تھا مندرجہ ذیل دلائل سے اثبات کیا:

(۱) حدیث بخاری (۲) قواعد اصولِ حدیث (۳) فخر الدین رازی کی تصریحات (۴) قرآنی آیات (۵) جلیل القدر صحابی وصحابیات کے بیانات (۶) قواعد اسلام (۷) امام جلال الدین سیوطی، صاحب روح المعانی اور حاجی امداد اللہ و دیگر اکابر امت کی تصریحات (۸) مخالفین کے جملہ اعتراضات کے متعدد جوابات (۹) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویہ روایات سے اعتراضات اور ان کے جوابات (۱۰) روافض کے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراضات کے جوابات

۱۱۔ حضرت عثمان کی برأت۔

ناظرین اگر انصاف سے کتاب کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ فقیر کو دعاؤں سے نوازیں گے

آغازِ بحث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعۂ افک میں قبل از نزول آیات قرآنیہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم تھا بخلاف مخالفین کے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قبل از نزول آیات کچھ خبر نہ تھی انکی عبارات ملاحظہ ہوں

جواہر القرآن صہ۸۲ باب چہارم اشعار ؎

قصہ عائشہ کا نہیں تجھ کو یاد — کہ جب افک والوں نے کیا تھا فساد
نبی نے صحابہ سے شوریٰ لیا — بجز وحی حق کے نہ عقدہ کھلا
صدیق فاروق و عثمان علی — کمیٹی کے ممبروں سے کیوں رائے لی
اگر غیب دان ہوتے وہ پاکباز — نہ کرتے کمیٹی میں وہ ترک و تاز

اور صہ۸۱ پر لکھا کہ

"اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو . . . . . . اور نہ ہی غیب جاننے کی طاقت . . . . . . اور قذف عائشہ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی۔"

مودودی کی بھڑاس

جس طرح دیوبندیوں نے حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو لاعلم ثابت کرنے میں حدیثِ افک کو دلیل بنایا ہے ایسے ہی مودودی نے بغض نبوت میں اپنی بھڑاس نکالی ہے چنانچہ حدیثِ افک پر طویل تبصرہ کے بعد لکھا کہ

"مزید برآں اس میں خیر کا پہلو یہ بھی تھا کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح

معلوم ہوگئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب داں نہیں ہیں جو کچھ اللہ بتاتا ہے وہی کچھ جانتے ہیں اس کے سوا آپ کا علم اتنا ہی کچھ ہے جتنا ایک بشر کا ہو سکتا ہے۔ ایک مہینے تک آپ حضرت عائشہ کے معاملے میں سخت پریشان رہے کبھی خادمہ سے پوچھتے تھے کبھی ازواج مطہرات سے کبھی حضرت علی سے اور کبھی حضرت اسامہ سے   آخر کار حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اگر تم نے یہ گناہ کیا ہے تو توبہ کرو اور نہیں کیا تو امید ہے کہ اللہ تمہارے بے گناہی ثابت کردے گا۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو یہ پریشانی کیوں اور یہ پوچھ گچھ اور یہ تلقین توبہ کیوں ہوتی البتہ جب وحی خداوندی نے حقیقت بتادی تو آپ کو وہ علم حاصل ہوگیا جو مہینہ بھر تک حاصل نہ تھا اس طرح اللہ تعالٰے نے براہ راست تجربے اور مشاہدے کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اس غلو اور مبالغہ سے بچانے کا انتظام فرمادیا جس میں عقیدت کا اندھا جوش بالعموم اپنے پیشواؤں کے معاملہ میں لوگوں کو مبتلا کردیتا ہے بعید نہیں کہ مہینہ بھر وحی نہ بھیجنے میں اللہ تعالے کے پیش نظر یہ بھی ایک مصلحت رہی ہو اول روز ہی وحی آجاتی تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوسکتا۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۶ تحت آیت افک پارہ ۱۸)

(نوٹ) جوابات سے پہلے اصل حدیث ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یخرج اقرع بین ازواجہ فایتھن خرج سھمھا خرج بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ قالت عائشۃ فاقرع بیننا فی غزوۃ غزاھا فخرج سھمی فخرجت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد ما

نزل الحجاب فانا احمل فی ھودجی وانزل فیہ فسرنا حتی اذا فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غزوتہ تلک وقفل ودنونا من المدینۃ قافلین اذن لیلۃ بالرحیل فقضیت حین اذنوا بالرحیل فغشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت شانی اقبلت الی رحلی فاذا عقد لی من جزع ظفار قد انقطع فالتمست عقدی وحبسنی ابتغاؤہ واقبل الرھط الذین کانوا یرحلون لی فاحتملوا ھودجی فرحلوہ علی بعیری الذی کنت رکبت وھم یحسبون انی فیہ وکان النساء اذ ذاک خفافا لم یثقلھن اللحم انما ناکل العلقۃ من الطعام فلم یستنکر القوم خفۃ الھودج حین رفعوہ وکنت جاریۃ حدیثۃ السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدی بعد ما استمر الجیش فجئت منازلھم ولیس بھا داع ولا مجیب فامّمت منزلی الذی کنت بہ وظننت انھم سیفقدونی فیرجعون الی فبینا انا جالسۃ فی منزلی غلبتنی عینی فنمت وکان صفوان بن المعطل السلمی ثم الذکوانی من وراء الجیش فادلج فاصبح عند منزلی فرای سواد انسان نائم فاتانی فعرفنی حین رانی وکان یرانی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی واللہ ما یکلمنی کلمۃ ولا سمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ حتی اناخ راحلتہ فوطئ علی یدیھا فرکبتھا فانطلق ھو بی الراحلۃ حتی اتینا الجیش بعد ما نزلوا موغرین فی نحر الظھیرۃ

فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبد الله بن ابى
ابن السلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهرا
والناس يفيضون فى قول اصحاب الافك
ولا اشعر بشئ من ذالك وهو يريبنى فى وجعى
انى لا اعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذى
كنت ارى حين اشتكى انما يدخل على رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تيكم ثم ينصرف فذالك الذى
يريبنى ولا اشعر بالشر حتى خرجت بعد ما نقهت فخرجت معى
ام مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وكنا لا نخرج الا ليلا الى ليل
وذالك قبل ان نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا وامرنا امر العرب
الاول فى التبرز قبل الغائط فكنا نتاذى بالكنف ان نتخذها
عند بيوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهى ابنة ابى رهم بن عبد مناف
وامها بنت صخر بن عامر خالة ابى بكر الصديق وابنها مسطح بن
اثاثة فاقبلت انا وام مسطح قبل بيتى قد فرغنا من شاننا
فعثرت ام مسطح فى مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها بئس
ما قلت تسبين رجلا شهد بدرا قالت اى هنتاه اولم
تسمعى ما قال قلت وما قال قالت كذا وكذا فاخبرتنى بقول
اهل الافك فازددت مرضا على مرضى فلما رجعت
الى بيتى ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
كيف تيكم فقلت اتاذن لى ان اتى ابوى قالت وانا حينئذ

اريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فجئت ابوى فقلت لامى يا امتاه
ما يتحدث الناس قالت يا بنية هونى عليك فوالله لقل
ما كانت امراة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر
الا كثرن عليها قالت فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس
بهذا قالت فبكيت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقألى
دمع ولا اكتحل بنوم حتى اصبحت ابكى فدعا رسول الله صلى
الله عليه وسلم على بن ابى طالب واسامة بن زيد حين
استلبث الوحى ليستامرهما فى فراق اهله قالت فاما اسامة
بن زيد فاشار على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذى
يعلم من براءة اهله وبالذى يعلم لهم فى نفسه من الود
فقال يا رسول الله اهلك وما نعلم الا خيرا واما على بن ابى طالب
فقال يا رسول الله لم يضيق الله عليك والنساء سواها
كثير وان تسأل الجارية تصدقك قالت فدعا رسول الله
صلى الله عليه وسلم بريرة فقال اى بريرة هل رايت من شئ
يريبك قالت بريرة والذى بعثك بالحق ان رايت عليها امرا
اغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن عجين
اهلها فتاتى الداجن فتاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاستعذر يومئذ من عبد الله بن ابى ابن سلول قالت فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على المنبر يا معشر المسلمين

من يعذرنى من رجل قد بلغنى اذاه فى اهل بيتى فوالله ما
علمت من اهلى الاخيراً ولقد ذكروا رجلاً ما علمت عليه
الاخيرا وما كان يدخل على اهلى الامعى فقام سعد بن معاذ
الانصارى فقال يارسول الله انا اعذرك منه ان كان من الاوس
ضربت عنقه وان كان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرك
قالت فقام سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان من ذالك
رجلا صالحا ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله
لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فتثاور الحيان الاوس
والخزرج حتى هموا ان يقتتلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم
قائم على المنبر فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفضهم
حتى سكتوا وسكت قالت فمكثت يومى ذالك لا يرقألى دمع ولا
اكتحل بنوم قالت فاصبح ابواى عندى وقد بكيت ليلتين و
يوما لا اكتحل بنوم ولا يرقألى دمع يظنان ان البكاء فالق كبدى
قالت فبينا هما جالسان عندى وانا ابكى فاستأذنت على امرأة
من الانصار فاذنت لها فجلست تبكى معى قالت فبينا نحن على ذلك
دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جلس قالت ولم
يجلس عندى منذ قيل لى ما قيل قبلها وقد لبث شهرا لا يوحى اليه
فى شانى قالت فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس
ثم قال اما بعد يا عائشة فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا فان
كنت بريئة فسيبرئك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفرى

الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب
الله عليه قالت فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالته
قلص دمعى حتى ما احس منه قطرة فقلت لابى اجب رسول الله
صلى الله عليه وسلم فيما قال قال والله ما ادرى ما اقول لرسول الله
صلى الله عليه وسلم فقلت لامى اجيبى رسول الله صلى الله
عليه وسلم قالت ما ادرى ما اقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم
قالت فقلت وانا جارية حديثة السن لا اقرأ كثيرا من القرآن
انى والله لقد علمت لقد سمعتم هذا الحديث حتى استقر فى
انفسكم وصدقتم به فلئن قلت لكم انى لبريئة والله يعلم
انى لبريئة لا تصدقونى بذالك ولئن اعترفت لكم بامر والله
يعلم انى منه لبريئة لتصدقنى والله ما اجد لكم مثلا الا قول
ابى يوسف قال فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون
قالت ثم تحولت فاضطجعت على فراشى قالت وانا حينئذ
اعلم انى لبريئة وان الله مبرئى ببراءتى ولكن والله ما كنت
اظن ان الله ينزل فى شانى وحيا يتلى ولشانى فى نفسى كان احقر
من ان يتكلم الله فى بامر يتلى ولكن كنت ارجو ان يرى رسول الله صلى
الله عليه وسلم فى النوم رؤيا يبرئنى الله بها قالت فوالله ما قام
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا خرج احد من اهل البيت حتى
انزل عليه فاخذه ما كان يأخذه من البرحاء حتى انه ليتحدر منه
مثل الجمان من العرق وهو فى يوم شات من ثقل القول الذى ينزل

علیہ قالت فلما سُرّی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُرّی
عنہ وھو یضحک فکانت اول کلمۃ تکلم بھا یا عائشۃ اما اللہ فقد
برأکِ فقالت امی قومی الیہ قالت فقلت واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد
الا اللہ وانزل اللہ ان الذین جآءُو بالافک عصبۃ منکم العشر
الآیات کلھا

بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ نور صہ وکتاب الشہادات تعدیل النساء
بعضھن عن صہ کتاب المغازی حدیث افک ۔
وکتاب الایمان صہ والنذر صہ کتاب الجہاد صہ والتوحید صہ ومسلم فی باب التوحید
صہ والنسائی فی عشرۃ النساء صہ والتفسیر

ترجمہ: حضرت عائشہ نے فرمایا جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں جاتے تو اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے تھے ایک دفعہ جب غزوہ کو جانے کے لئے تیار ہوئے تو قرعہ میرے نام پڑا تو میں آپ کے پاس آئی تو اس وقت پردہ کا حکم اتر چکا تھا اس لئے میں ہودج میں رہتی تھی جب چلتے تو ہودج میں بیٹھے بیٹھے مجھے آدمی سوار کر دیتے اور پڑاؤ کرتے تو ہودج کو اتار لیا کرتے۔ جب رسول خدا غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹتے تو اپنے ہودج قریب آکر پڑاؤ کیا اور رات میں ہی چلنے کو فرمایا اس وقت میں رفع حاجات کو گئی فارغ ہو کر اپنے ہودج کے قریب آئی تو مجھے اپنا ہار جو نا خنوں سے بنایا گیا تھا یاد آیا کہ کہیں گر پڑا میں اس کو ڈھونڈھنے میں لگ گئی اور دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے ہودج کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انہوں نے حسب عادت ہودج کو اس خیال میں کہ عائشہ اس کے اندر ہوں گی اونٹ پر رکھا اور ہانک دیا اور چونکہ عورتیں اس زمانے نازک اور ہلکے بدن کی ہوتی تھیں خصوصاً میں تو بہت ہلکی تھی کھانا بھی دو تین لقمہ کھاتی تھیں اس لئے آدمیوں نے ہودج کو اٹھاتے وقت وزن کا خیال نہ کیا اور نیز میں کم عمر تھی اس لئے کچھ بہت بوجھ نہ تھا پھر جب قافلہ دور نکل گیا۔ ہار وہاں مجھے مل گیا تو میں جہاں میرا اونٹ تھا آئی تو وہاں کوئی چڑیا کا بچہ بھی نہ تھا میں وہیں بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا کہ جب لوگ قافلہ میں مجھے نہ دیکھیں گے تو ہمیں ڈھونڈھنے آئیں گے وہاں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی اور صفوان ابن معطل سلمی قافلے کے پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ کوئی بھولا بچھڑا ہو تو اسے ساتھ لے لیں یا کوئی قافلہ کی گری پڑی چیز اٹھا کر لے آئیں وہ اول رات میں ہم سے پچھلی منزل سے چلتے تھے صبح کے وقت اُس جگہ آئے اور سوتے آدمی کا سا نشان دیکھ کر میرے پاس آئے اور چونکہ پردہ کا حکم آنے سے پیشتر انہوں نے ہمیں دیکھا تھا اب دیکھ کر پہچان لیا اور افسوس سے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون جس سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے کپڑے سے منہ ڈھک لیا اور بخدا بجز اس کے اور کچھ کلمہ نہ اس نے کہا نہ میں نے سنا اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر سوار کر لیا اور اونٹنی کو تیز کیا حتیٰ کہ ہم قافلہ میں آگئے دوپہر کا وقت ہو گیا تھا قافلہ میں سے بعض لوگوں نے مجھ پر اور صفوان پر تہمت لگائی اور اپنی ہلاکت کا سامان کیا اور جس نے پہلے پہل اس تہمت کی بنیاد ڈالی تھی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا میں جب مدینہ میں آئی تو بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ تک ایسی ہی رہی اور لوگ اس بہتان کی شہرت کرتے تھے لیکن مجھے خیال نہ تھا صرف افسوس یہ تھا کہ پہلا سا کرم رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نہ دیکھتی تھی بیماری کی حالت میں آپ آتے اور پوچھتے تھے اور فوراً چلے جاتے تھے میرے پاس نہ بیٹھتے اس سے یہ خیال ہوا کہ آپ ناراض ہیں جب مجھے افاقہ ہوا تو رات کو اپنے ساتھ ام مسطح کو لے کر مناصع میں (جو مدینہ سے باہر ایک جنگل ہے) رفع حاجات کو گئی اس زمانہ میں پہلے عرب کی طرح پاخانہ جنگل میں ہی پھرتے تھے اور مکان کے قریب پاخانہ بنانے کو برا سمجھتے تھے وہاں سے آتے میں ام مسطح کی چادر ان کے پیروں میں الجھ گئی اس وقت انہوں نے یہ کہا ہلاک ہو مسطح میں نے کہا تو نے برا کیا میں نے پوچھا اس نے کہا۔ اُس نے تیرے اوپر تہمت لگائی ہے۔ اس کے سننے سے میری بیماری اور بڑھ گئی جب میں گھر آئی تو میرے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حال دریافت کیا

میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں اس خیال سے کہ انہیں تہمت کی خبر ہے یا نہیں آپ نے اجازت دے دی اور میں اپنے ماں باپ کے گھر آگئی اور ماں سے کہا اے ماں دیکھو لوگ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا اس کا فکر کچھ مت کرو بخدا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی بیوی خوبصورت ہو اور وہ اس سے محبت کرے تو اس کی دوسری بیویاں ایسی ایسی باتیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا واہ سبحان اللہ لوگوں نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے اور آپ یہ خفیف سی بات خیال کرتے ہیں اور میں اس رات برابر روتی رہی ایک دم کو آنسو نہ رکا اور نیند آئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور اُسامہ بن زید کو بلوایا اس وقت تک کوئی میرے بارے میں وحی نازل ہوئی تھی اور ان سے میرے بارے میں مشورہ کیا اُسامہ نے اس وجہ سے کہ وہ اہل بیت سے محبت رکھتے تھے ان کو نیک و پاک سمجھتے تھے یہ کہا کہ یا رسول اللہ عائشہ بڑی نیک ہے ہم نے تو سوائے اچھی بات کے ان میں کوئی بری بات نہیں دیکھی علی نے کہا یا رسول اللہ آپ اس قدر رنج کیوں کرتے ہیں آپ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے تنگی نہیں کی اور بہت سی نیک بیبیاں ہیں اور اگر آپ بریرہ باندی سے پوچھیں گے تو وہی ٹھیک ٹھاک بتاوے گی پھر آپ نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ کی کوئی بات ایسی دیکھی ہے جس سے کوئی شبہ ہوا ہے اُس نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق پر بھیجا ہے میں نے کوئی بات نہیں دیکھی جو اُس کو چھپاؤں بجز اس کے کہ وہ عائشہ کم عمر سیدھی سادی ہیں ایسا ہوتا ہے کہ آٹا گوندھ کر ویسے ہی چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آکر کھا لیتی ہے اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کوئی ایسا ہے جو اس شخص عبداللہ بن اُبی سے جس نے تہمت لگائی اور میرے اہل کو تکلیف و رنج دیا میرا بدلہ لے بخدا میں عائشہ کی بھلائی کے سوا اور کوئی برائی نہیں جانتا اور تہمت لگانے والوں نے ایسے شخص صفوان بن معطل کی بابت کہا جس کی برائی دیکھی ہی نہیں گئی اور جب کبھی میرے گھر جاتا تو میرے ساتھ جاتا اس وقت سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شخص سے بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس کا ہے تو اس کی گردن اڑاؤں گا اگر ہمارے ہی قبیلہ بنی خزرج کا ہے تو جو آپ فرمائیں گے وہی کروں گا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس وقت سعد بن عبادہ جو کہ قبیلہ خزرج کا سردار تھا کھڑا ہو گیا اور یہ اس شخص اس سے پہلے بڑا صالح اور نیک تھا لیکن اس وقت اس کو خزرج کے قبیلہ کی حمیت نے ستایا اور سعد بن معاذ سے کہا تو نے جھوٹ بولا ہم اس شخص کو ضرور ماریں گے تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے اور ان میں سخت تکرار ہونے لگی قریب تھا کہ جنگ و جدال ہو جائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور ان کو خاموش کر رہے تھے آخر کار یہ خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے، عائشہ کہتی ہیں کہ میں اس روز بھی روتی رہی اور رات کو نیند تک نہ آئی میں دو رات اور ایک دن برابر روتی رہی صبح کو میرے پاس میرے باپ آئے اور خیال کیا کہ کہیں روتے روتے اس کا دل پھٹ نہ جائے یہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصار کی عورت نے آنے کی اجازت چاہی میں نے بلا لیا وہ بھی میرے پاس آکر رونے لگی اتنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آ بیٹھ گئے اور جب سے تہمت لگائی گئی تھی میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے اور مہینہ بھر گذر چکا تھا مگر میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی آپ نے بیٹھ کر فرمایا اے عائشہ تیری وجہ سے مجھے ایسا رنج ہوا اگر تو بری ہے تو اللہ تیری برأت میں ضرور کچھ نہ کچھ اتارے گا اور اگر تجھ سے قصور ہو گیا ہے تو استغفار کر اور توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے قصور پر معترف ہو کر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی کرتا ہے جب آپ یہ کہہ چکے تو غصہ سے میرے آنسو خشک ہو گئے میں نے والد سے کہا کہ رسول اللہ کو اس کا جواب دو انہوں نے کہا بخدا میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں میری کیا مجال اور نہ مجھے ٹھیک معلوم ہے پھر میں نے والدہ سے کہا انہوں نے بھی یہی کہہ دیا اس وقت میں نے کہا (اور میں کم عمر تھی قرآن شریف اچھی طرح یاد نہ تھا) میں جان چکی ہوں کہ تمہارے دل میں جو کچھ بیٹھ گیا ہے یعنی جو کچھ لوگوں سے سنا ہے اور اس کو تم نے سچا جان لیا ہے اگر میں اپنے کو اس سے بری کہوں تو تم یقین نہیں کرو گے اور اگر اقرار کروں اللہ جانتا ہے کہ میں بری نہیں ہوں

تب تم سچا جان لو گے اس کا یقین کرو گے بخدا تمہارے لئے اور کوئی مثال نہیں بجز یوسف کے باپ کی مثال کے کہ انہوں نے کہا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ط پھر میں اپنے بستر پر جا لیٹی اور اس وقت میں خیال کر رہی تھی کہ میں اس تہمت سے بری ہوں اور اللہ میری برأت ضرور ظاہر کرے گا لیکن یہ گمان بھی نہ تھا کہ اللہ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا بھلا میں اس قابل کہاں لیکن یہ خیال تھا اور امید کرتی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ خواب میں میری برأت دکھا دے گا بخدا ابھی آپ اٹھے بھی نہ تھے اور جو وہاں موجود تھے ان میں سے بھی کوئی نہیں گیا تھا آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور جو حالت وکیفیت وحی کے وقت ہوتی تھی ہوئی اور پسینہ ٹپ ٹپ ٹپکنے لگا جب وحی اتر چکی تو آپ ہنسے اور یہ کہا کہ اے عائشہ اللہ نے تجھے بری ظاہر کر دیا مجھ سے میری والدہ نے کہا کہ حضرت کے پاس جا اور سلام کر اور ان کا شکریہ بجا لا میں نے کہا میں نہیں جاتی اور سوائے اللہ کے کسی کی تعریف اور شکر نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی دس آیتیں اتاریں۔

یہی وہ حدیث شریف ہے جسے وہابی دیوبندی ٹولی کا ہر چھوٹا بڑا بڑے فخر و ناز سے کہتا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک میں علم نہ تھا حالانکہ آپ نے حدیث شریف کو اول سے آخر تک پڑھا اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں جو صاف بتائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم نہ تھا یا خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ مجھے اس بارہ میں کوئی علم نہیں بلکہ آپ کے علم پر صاف اور سورج کی طرح روشن واللہ ما علمت من اھلی الا خیرا بخدا میں اپنی گھر والی کے سے بھلائی جانتا ہوں کے الفاظ موجود ہیں ان میں نہ صرف حضور علیہ السلام کے علم کی تصریح ہے بلکہ آپ نے قسم کھا کر اپنا علم واضح فرمایا لیکن ان بدقسمتوں کو امام الانبیاء سرور دوسرا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم پر اعتبار نہیں تو پھر مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے ایمان پر اعتبار نہیں۔

انصاف والو انصاف کرو

دیوبندیوں وہابیوں کے دلائل کا خلاصہ ، حدیث شریف سالم پڑھ لیجئے آپ کو ان مدعیوں کے دعوے کے لئے سوائے گمان، اٹکل، پچو کے کچھ نہ ملیگا مثلاً کہیں گے علم ہوتا تو پریشان کیوں رہے علم ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفسار کیوں کیا علم ہوتا تو چھان بین کیسی علم ہوتا تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تلقین توبہ کیوں وغیرہ وغیرہ

ناظرین غور فرمائیں کہ ان لوگوں کو حضور علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت نہیں تو اور کیا ہے جب کہ ایسے ہی اپنے گمان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لاعلم بنا رہا حالانکہ گمان وقیاس آرائیوں سے عقائد ثابت نہیں ہوتے اگر ان لوگوں کی یہی بے ڈھنگی چال صحیح اور درست مانی جائے تو پھر دہریے اور دیگر دشمنان اسلام کے دلائل ان کے دلائل سے کچھ وزنی ہیں۔ فقیر چند نمونے ستیارتھ پرکاش سے پیش کرتا ہے تاکہ ناظرین سوچیں کہ خدا کا دشمن خدا تعالیٰ کے علم پر حملہ کرتا ہے نبی علیہ السلام کا دشمن نبی علیہ السلام پر۔

ہندو کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کو نہ علم غیب ہے اور نہ وہ مختار کل وغیرہ وغیرہ

سورۂ بقرہ کی آیات لکھ کر کہتا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی، حال، استقبال کو پورے طور پر نہیں جانتا اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ اختیار بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ بھی نہ کر سکا اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیے (ستیارتھ پرکاش ص۴۶۶)

اس کے بعد لکھا کہ

دیکھئے خدا کی کم علمی، ابھی تو بہشت میں رہنے کی دعا دی اور ابھی کہا نکلو اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو دعا ہی کیوں دیتا اور معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والے شیطان کو خدا سزا دینے سے قاصر بھی ہے الخ۔ ص۶۷۶

ناظرین! سوچئے کہ ہندو نے اللہ تعالیٰ پر اسی طرح وار کئے ہیں جیسے وہابی

دیوبندی مودودی نے نبی علیہ السلام پر وار کرتے ہیں۔ دعویٰ پر نہ دلیل ہندو کے پاس ہے نہ وہابیہ کے پاس صرف اگر مگر کا چکر ہے اسی لئے فقیر اُویسی نے احباب اہل سنت کو تسلی دی کہ گھبرائیے نہیں اگر نبی علیہ السلام کے علم گھٹانے کی وہابیہ نے ٹھانی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تنقیص پر ہندو نے کمر باندھ رکھی ہے وہ خدا کو بکتا ہے یہ نبی علیہ السلام کو۔ نام دو ہیں کام ایک ہیں پھر قیامت میں الجنس الی الجنس یمیل کا راز کھل جائیگا انشاء اللہ

دلائل اثبات

ہم اس واقعہ پر اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علم کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) بخاری شریف میں جہاں یہ روایت مروی ہے وہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از نزولِ آیات بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی۔

فواللہ ماعلمت علی اہلی الاخیرا	بخدا میں اپنے اہل پر سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا

یہ الفاظ واقعہ افک میں نزول وحی سے پہلے کے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے علاوہ جہاں بھی حدیث افک مذکور ہوئی وہاں یہی الفاظ موجود ہیں اور ہر ایماندار کے لئے امام الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف صفائی کے الفاظ بھی کافی تھے لیکن یہاں تو آقائے کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا حلفیہ بیان بھی ہے لیکن افسوس کہ جیسے حضور سرور عالم نور مجسم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم زمان منافقین نے آپ کی قسم کا اعتبار نہ کیا تو آج ہمارے دور میں ایک قوم ایمان واسلام کے مدعی ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کا اعتبار نہیں کرتے تو پھر جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں منافق کہہ کر ان کے ایمان کا اعتبار نہیں فرمایا۔ کما قال، "وما ھم بمومنین" اور فرمایا "ان المنافقین لکاذبون" ایسے ہی ہم اپنے دور کے ایسے لوگوں کے ایمان واسلام کو مخدوش سمجھتے ہیں۔

مزید توضیح حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکورہ جملہ نزول آیات سے پہلے ہے اس میں اشارہ ہے کہ آنے والے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے علم کا انکار کریں گے اسی لئے آپ نے نزولِ آیات سے پہلے قسم کھا کر واضح کر دیا کہ مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جملہ معاملہ کلی طور پر معلوم ہے کیونکہ ماعلمتُ کا مادہ العلم ہے بمعنے ادراک الکلی یعنے شے کو کلی طور پر جاننا (کذا فی القسطلانی ص ۱۰۲ ج ۱)

قسم نبوی اور علم کی حصر فی الخیر کو کوئی نہیں مانتا تو وہ معذور ہے کیونکہ چمگادڑ کو سورج نظر نہیں آتا تو کون ہے جو اسے بزور بازو منوائے ایسے ہی ہم نے قواعد شرعیہ سے حضور علیہ السلام کا علم ثابت کیا ہے اب کوئی نہیں مانتا تو وہ معذور ہے تو ہم اسے بزور بازو نہیں منوا سکتے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ

مازنت امرأۃ نبی قط	کسی نبی کی بیوی نے کبھی بے حیائی کا کام نہیں کیا

(کذا فی تفسیر کبیر فخر الدین رازی وروح البیان)

اصولِ حدیث کا قاعدہ ہے حضرت ابن عباس ایسی بات (جو عقل سے وراء الورا) اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر فرما رہے ہیں لہذا حدیث حکماً مرفوع ہوئی۔

تشریح حدیث مذکور: اس حدیث میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ایک ایسے امر کا بیان فرمایا جو لوازمات نبوت سے ہے اور وہ یہ کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کی بیوی بدکار ہو وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے اور اس کی بات بالکل حقیر ہوتی ہے لوگوں کے ذہنوں میں ایسے شخص کی بات کا کوئی وزن قائم نہیں ہو سکتا پھر یہ کہ اگر اس میں ذرا بھی حیا کا مادہ ہے تو وہ لوگوں کے سامنے منہ نہیں دکھا سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام ہدایت خلق اور پیغامات ربانی پہنچانے کیلئے دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو ذلت کے اسباب سے محفوظ رکھتا ہے نہ ان کی بات حقیر ہو سکتی ہے اگر (نعوذ باللہ) انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے ایسی ناشائستہ حرکات سرزد ہوں تو وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں ایسی صورت میں احکام الٰہی کی تبلیغ کس طرح ہو سکتی ہے لہٰذا انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے بے حیائی متصور نہیں۔ کفر تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے مگر اس میں فحش اور بے حیائی نہیں ہے۔

ناظرین جب آپ نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج انبیاء کی پاک دامنی اور عفت کا لازمۂ نبوت ہونا بیان فرمایا ہے تو اب اس امر پر غور فرمایئے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کی پاکی میں کس طرح شک فرما سکتے ہیں اگر صدیقہ کی پاکی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یقینی نہ ہو تو پھر اپنی نبوت بھی نعوذ باللہ سرکار کے نزدیک یقینی نہ رہے گی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی نبوت پر یقین ہے اور حضور علیہ السلام یہ بھی جانتے ہیں کہ نبی کی بیوی پاک ہوتی ہے تو ان دونوں کے ملانے سے نتیجہ واضح ہو جاتا ہے کہ آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم کو صدیقہ کی پاکی میں ذرہ برابر بھی شک نہ تھا کیونکہ صدیقہ کی پاکی میں شک خود حضور کی اپنی رسالت میں شک کو مستلزم ہے اور حضور علیہ السلام اپنی رسالت میں شک کرنے سے بالکل پاک ہیں لہٰذا صدیقہ کی پاکی میں شک کرنے

سے بھی حضور قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

ہماری مذکورہ بالا تقریر پر اسلاف صالحین اور معتبر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے... ہیں دیکھئے۔

قاعدہ ۳ : امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ اپنی تفسیر کبیر ص ۱۷۲ ج ۱۳ میں تحت آیۃ افک لکھتے ہیں:

لان الانبیاء علیهم السلام	اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کافروں
مبعوثون الی الکفار لیدعوهم	کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ وہ
ویستعطفوهم فوجب ان	انہیں دعوت اسلام دیں اس بنا
لا یکون معهم ما ینفرهم	پر واجب تھا کہ ان سے ایسے امور
عنهم وکون الانسان بحیث	سرزد نہ ہوں جو لوگوں کو نفرت
تکون زوجته مسافحة من	دلانے والے ہوں اور کسی کی عورت
اعظم المنفرات	زانیہ ہو اس سے بڑھ کر کوئی اور
	امر انسان سے نفرت دلانے والا نہیں

اور یہ قاعدہ ذیل کی تفاسیر تفسیر کبیر موجود ہے۔ (۲) تفسیر مظہری ص ۴۷۸ پ ۱۸
(۳) روح البیان ص و روح المعانی ص وغیرہ وغیرہ

اس سے اور واضح ثبوت کیا چاہیے حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ سرنبی علیہ السلام کی زوجہ کافر تو ہو سکتی ہے لیکن زانیہ وغیرہ نہیں تو پھر اس سے لاعلمی ثابت کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

قاعدہ ۴ : واقعہ سے پہلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی چال چلن اور نیک عادات تقویٰ وطہارت اور پاک دامنی کی داستانیں مشہور تھیں جن سے واضح ہوتا کہ آپ سے ایسا برا فعل

ہرگز صادر نہ ہو یہ قرینہ بھی ایک عامی انسان کو یقین دلاتا ہے کہ بی بی صاحبہ سے ایسی برائی کا صدور ناممکن ہوگا اور نبی علیہ السلام کے لئے اس حسن ظن سے کون سا امر مانع ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ نبی علیہ السلام کے لئے قبل از نزول علم پر استدلال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

المعروف من حال عائشة قبل تلك الواقعة انما هو الصون والبعد عن مقدمات الفجور (کبیر ص ۱۷۳ تحت آیت افک)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعات سے پہلے کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات زنا سے بہت دور اور پاک ہیں

انسان کو اپنی عورت کا بالخصوص اس قسم کا تجربہ ہوتا ہے اس سے اندازہ لگائیے کہ جب عام لوگوں کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا تجربہ سے علم تھا تو حضور علیہ السلام تو اس کیلئے اولیٰ تھے جب کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ کو بارہا تجربہ تھا تو پھر اس میں آپ کو شک وشبہ کیا۔

امام فخرالدین رازی قدس سرہ تفسیر کبیر ص ۱۷۲/۱۷۳ ج ۶ تحت آیہ افک مخالفین کے جواب میں لکھتے ہیں۔

والجواب عن الثانی ولو عرف ذلك لما ضاق قلبه انه عليه السلام كثيرا ما كان يضيق قلبه من اقوال الكفار مع علم بفساد تلك	دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں کے اقوال سے مغموم اور تنگ دل ہوجایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور علیہ السلام کو یہ معلوم ہوتا تھا

کہ کفار کے اقوال کے بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ولقد نعلم انک الخ یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی بیہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنے حضور علیہ السلام کا غمگین اور پریشان ہونا لاعلمی سے نہ تھا بلکہ کفار کی جھوٹی تہمت اور پھر اس میں اپنوں کا شامل ہوجانا اور جابجا اس کا چرچا اور بار بار کی طعن وتشنیع اور ظاہر ہے کہ کفار کے اقوال فاسدہ کو حضور علیہ السلام جاننے کے باوجود آپ کا مغموم اور پریشان ہونا لاعلمی کی دلیل نہیں تو یہاں پر تو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ اپنی عزت وعظمت کا سوال تھا اور پھر زنا جیسی گندی تہمت اور وہ بھی محبوبہ مرغوبہ بیوی پر اور اپنی عزت کے خیال کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیماری میں ذہنی تکلیف اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ودیگر عزیز واقارب بلکہ جملہ صحابہ بلکہ جملہ اسلام کے شیدائیوں کی پریشانی کا غم حیاء وشرم والے ایسے غم جانتے ہیں بیحیاؤں کو کیا خبر بہرحال امام فخرالدین رحمہ اللہ وہابیوں دیوبندیوں اور مودودیوں کے تحریر کردہ سوالات کا جوابات سینکڑوں سال پہلے لکھ گئے ہیں۔

قاعدہ ۵: امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ جلد ششم تحت آیۃ افک میں لکھتے ہیں کہ

وثالثها ان القاذفين كانوا من المنافقين واتباعهم وقد عرف ان كلام العدو والمفترى ضرب من الهذيان فلمجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی (۶)	بہتان تراشی منافقین اور ان کے متبعین تھے اور سب کو معلوم ہے کہ دشمن مفتری کی بات بکواس ہوتی ہے ان جملہ قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ نزول وحی سے پہلے ہی یہ بات معلوم الفساد تھی۔

زواجر حق تعالےٰ، واقعہ سے قبل نبوت کی لاعلمی اور پھر اہل بیت نبوت پر نبوت کی

بدگمانی کا اثبات از وہابیہ حیران کن اور تعجب خیز امر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو زجر و توبیخ و تادیب فرمائی ہے باوجودیکہ انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی ظاہر بھی نہ کی بلکہ ان کے بہتوں نے صفائی کا اظہار فرمایا جیسا کہ ہم نے چند ایک کے بیانات تحریر کئے۔ اور زواجر و آداب کی فہرست ہم آگے چل کر عرض کرتے ہیں پہلے ایک مقدمہ ممہد کرتا ہوں۔

صاحب مراہب الرحمٰن لکھتے ہیں کہ

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک میں تین فریق ہیں۔

۱۔ بہتان تراش منافقین جنہوں نے افک بنا کر خبر اڑائی ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم کی وعید فرمائی۔

۲۔ حضرت صدیقہ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و صفوان رضی اللہ عنہا انہیں خیر و ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا۔

۳۔ عوام اہل اسلام جنہوں نے یہ واقعہ سنا۔ پھر یہی عوام اہل اسلام تین گروہ ہوئے۔

ا۔ سنتے ہی واقعہ کی تکذیب کی چنانچہ چند ایک کے بیانات فقیر اویسی غفرلہ آگے چل کر لکھے گا۔

ب۔ بعض ان میں سے سنکر خاموش رہے لیکن دل سے اس واقعہ کے خلاف تھے

ج۔ واقعہ افک کو نقل کیا جیسے حضرت مسطح اور بی بی حمنہ بنت جحش اور باختلاف روایات حضرت حسان رضی اللہ عنہم یہ حضرات منافقین کے بہتان کو نقل کرنے میں شریک ہوئے لیکن دل سے تصدیق کرنے والے نہ تھے چونکہ یہ منافقین کے مدعا کے معاون بن بیٹھے اسی لئے ان کو سزا ابھی ہوئی اور قرآن مجید میں نو طرح سے انہیں زجر و توبیخ کیگئی۔"

یہ مقدمہ ہم نے اس لئے قائم کیا تاکہ وہابیہ کی اس خیانت کا پردہ چاک ہوجائے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کو لاعلمی تھی اور آپ کو واقعہ افک میں شک تھا تبھی تو مائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا استقر فی انفسکم الخ وغیرہ وغیرہ حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ جملہ خطابات اور تمام زواجر و عتابات انہی پچھلے گروہوں کو ہوئے اور ان عتابات و زواجر کو آیات مندرجہ میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

آیات زواجر

(۱) لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیرا وقالوا هٰذا افك مبين

ترجمہ: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

(ف) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

وهذا من جملة الآداب التي كان يلزمهم الاتيان بها (کبیر ص۲۲ تحت آیہ هذا)

یہ بھی منجملہ انہی زواجر سے ہے اور انہیں آداب سکھائے گئے کہ ان پر لازم تھا کہ ان پر عمل کرنا اب انہیں لازم اور ضروری تھا۔

بلکہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان پر واجب تھا کہ وہ بدگمانی کے بجائے نیک گمان کرتے چنانچہ امام موصوف نے لکھا:

ان ذالك واجب في امر

نیک گمان ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا

عائشة لكونها زوجة الرسول صلى الله عليه وسلم المعصوم عن جميع المنفرات كالدليل القاطع فى كون ذالك كذبا (كبير ص ١٧٨)	کے متعلق واجب تھا اس لئے کہ ان کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہونے کا شرف حاصل ہے اور حضور علیہ السلام جمیع نفرت دلانے والے امور سے معصوم ہیں۔

اور یہ دلیل قطعی کے طور ثابت ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان تراشی سے بچنا لازمی اور ضروری ہے بلکہ تفسیر مظہری میں لکھا کہ:

"ہر مؤمن پر نیک گمان پر رکھنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف دلیل شرعی قائم نہ ہو"

سورۂ نور آیۃ لولا اذ سمعتموہ الخ میں لکھا کہ

من ههنا يظهر ان حسن الظن بالمؤمنين واجب لا يجوز تركه مالم يظهر دليل شرعي خلاف ذلك،	اس سے ظاہر ہوا کہ اہل ایمان پر نیک گمان واجب ہے اس کا ترک کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے خلاف دلیل نہ ہو۔

غور کیجئے یہ ان صحابہ کرام کو زجر و توبیخ ہے جنہوں نے بدگمانی کی بھی نہیں اب اگر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہ صدیقہ کی پاک دامنی پر بدگمانی میں شامل کیا جائے تو بتائیے نتیجہ کیا نکلے گا اور پھر اسی نتیجہ کے مطابق عقیدہ رکھنا بتائیے کفر ہے یا نہیں۔

٢ لولا جاءو علیه باربعة شهداء فاذ لم يأتوا بالشهداء

فأولئك عند الله هم الكذبون

ترجمہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں

(ف) امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے فرمایا

وهذا من باب الزواجر (کبیر ص ١٧٨)	اور یہ بھی زواجر کے باب سے ہے

ظاہر ہے کہ یہ خطابات یا ان صحابہ کرام کو ہیں جو عائشہ کے بہتان میں شامل بھی نہ تھے یا انہیں جو شامل ہوئے اور ساتھ ہی منافقین کو بھی ان دونوں پہلی صورتوں میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کیا جائے تو بتایئے حضور علیہ السلام کو ھم الکاذبون میں داخل کرنیوالا کون؟ . . . . . .

(٣) ولولا فضل الله عليكم ورحمته فى الدنيا والاخرة لمسكم فى ما افضتم فيه عذاب عظيم

ترجمہ، اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہونچتا۔

(ف) امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ

وهذا من باب الزواجر ايضاً (کبیر ١٧٩)	یہ بھی زواجر کے باب سے ہے

غور و فکر کا مقام ہے اس سے یقیناً ماننا پڑے گا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان زواجر میں شامل نہیں جب ان میں شامل نہیں تو پھر لاعلمی کی تہمت کیوں

(٤) اذ تلقونه بالسنتكم وتقولون بافواهكم ما ليس لكم به علم وتحسبونه هينا وهو عند الله عظيم

(ترجمہ) جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سنکر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

(ف) امام فخرالدین رازی قدس سرہٗ نے فرمایا

وھذا من باب الزواجر (ایضاً) یہ بھی زواجر سے ہے۔

(کبیر صہ۱۷۹)

آیت کے ترجمہ سے نتیجہ نکالنا آسان ہے اس لئے کہ جنہیں تہمت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ملا وہی لاعلم ہیں اور جو اس سے بری ہیں انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق علم ہے اگرچہ ظنی لیکن نبوت کا علم ظنی نہیں ہوتا اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت بیان فرمائی وہ بھی کیسے پیارے اور محبت کے لہجے اور پھر مدلل جیسا کہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اظہار نہیں کیا بلکہ حلفاً بیان فرمایا کیا کوئی بدبخت کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے محض گمان پر واللہ ما علمت علی اھلی الاخیرا فرمایا تھا۔

۵۔ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

(ترجمہ) اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے

(ف) وھذا من باب الاداب کذا قال الرازی فی تفسیرہ

اور یہ بھی باب آداب سے ہے۔

نیز امام رازی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سبحانک سے اپنی تنزیہ کر کے بتایا کہ نبی

علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کبھی فاجرہ نہیں ہو سکتی کما قال المراد تنزیہ اللہ تعالیٰ عن ان تکون زوجۃ بنبیہ فاجرۃ" کبیر صہ۱۸۰

خلاصہ یہ کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عتاب فرمایا کہ تم پر تو واجب تھا کہ سنتے ہی کہہ دیتے ھذا بہتان عظیم۔ اس سے واضح ہوا کہ آیات برأت کے نزول سے پہلے ہی مسلمانوں پر بالخصوص بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر حسن ظن ضروری اور بدگمانی حرام تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بقول وہابیہ مان لیا جائے کہ آپ نے بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی تھی تو آپ پر حرام کا ارتکاب لازم آتا ہے اور وہ عصمت نبوت کے منافی ہے ہمارے دور کے معتزلہ عصمت نبوت کا کھلم کھلا انکار کریں ورنہ مان جائیں کہ نہ حضور علیہ السلام نے بی بی پر بدگمانی کی اور نہ ہی آپ ان کے حالات سے بے خبر تھے۔

۶۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

ترجمہ۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

(ف) وھذا من باب الزواجر (تفسیر کبیر صہ۱۸۱)

یہ بھی زواجر کے باب سے ہے۔

لفظ عود کا تقاضا ہے کہ پہلے وہ فعل سرزد ہو اور یہ ظاہر ہے کہ یہ خطاب انہیں ہے جنہوں نے اس فعل ناشائستہ میں حصہ لیا اور بہت سے صحابہ کرام اس فعل ناشائستہ میں شامل نہ تھے چنانچہ فرمایا: وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ۔ اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک

عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(ف) امام فخر الدین رازی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

هذا الذكر نهاية في الزجر لان من احب اشاعة الفاحشة وان بالغ في اخفاء تلك المحبة فهو يعلم ان الله تعالى ذالك منه وان علمه سبحانه بذلك الذي اخفاه كعلمه بالذي اظهره ويعلم قدر الجزاء عليه (كبیر ص ۱۸۳)	یہ زجر خالصتہً اہل نفاق کے لئے ہے جب کہ ان کا واحد مقصد صرف یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان کے لوگ اور آپ سے وابستگان صحابہ رضی اللہ عنہم رسوا ہوں لیکن جسے اللہ تعالیٰ بڑھائے اُسے کون گھٹا سکتا ہے۔ چنانچہ نزول آیات سے واضح ہوگیا کہ دشمنان رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

۸۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

(ترجمہ) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان ہے تو تم اس کا مزا چکھتے۔

تنبیہ: یہ تھے وہ آیات بینات جن میں نہ صرف بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہتان تراشوں کو زجر و توبیخ کی گئی بلکہ مخلصین کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہارے خلوص کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم لوگ صراحتہً اظہار کرتے لیکن اب کے بعد بی بی کے متعلق قواعد و ضوابط یاد رکھ لو۔ خبردار! پھر اس طرح کی غلطی میں مبتلا نہ ہونا۔

اب ہم اُن جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات قلمبند کرتے ہیں جنہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار فرمایا بلکہ دلائل سے نہ صرف ثابت فرمایا کہ بی بی عائشہ نہ صرف اس واقعہ میں پاک دامن ہیں بلکہ ان کا دامن ہر برائی سے پاک ہے اس سے ناظرین سوچیں جب بی بی کے غیروں کو نیک گمان ہے تو پھر ان کے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدگمانی میں ملوث کرنا کہاں کا انصاف ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ آپ نے صحابہ کرام سے بی بی کے بارے میں واقعہ سے لاعلمی کیوجہ سے بیانات لئے جیسا کہ مخالفین نے لکھا ہے۔ فقیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات پیش کرتا ہے اسے ناظرین پڑھ کر مخالفین کی بددیانتی اور ان کی نبوت دشمنی کی داد دیں۔

۷۔ صحابہ کرام کے بیانات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفائی کا بیان بھی ہمارا مؤید ہے چند بیانات ملاحظہ

۱۔ مروی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری نے ام ایوب رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ پر بہتان تراشیوں پر تیری رائے کیا ہے بی بی ام ایوب رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا کہ ابوایوب (رضی اللہ عنہ) اگر بجائے صفوان کے (رضی اللہ عنہ) تم ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ توکیا تم سے ان کے ساتھ غلطی کا امکان ماننا چاہیئے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر بی بی ام ایوب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر بجائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے میں تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق زوجیت میں کبھی خیانت نہ کرتی تو اس معنی رضی اللہ عنہا ہزار ہا درجہ مجھ سے بہتر اور برتر ہے اور صفوان تجھ سے (تفسیر کبیر تحت آیت ہذا)

(ف) ان دو زن و شوہر صحابی صحابیہ رضی اللہ عنہما کا استدلال اور بی بی عائشہ

رضی اللہ عنہا کی صفائی کا بیان کیا ہے کہ جب عام ذہنوں میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کا امکان نہ تھا بلکہ ان کی برأت کا یقین تھا تو پھر امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر لاعلمی اور بدگمانی کی تہمت لگانا وہابیہ کا کام ہو سکتا ہے اور ان کی قسمت میں یہی لکھا ہے

(ف) اس روایت کی توثیق کرتے ہوئے صاحب روح المعانی نے لکھا کہ اخرجہ بن اسحاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن بعض الانصار اور لکھا کہ وروی قویاً منہ الحاکم وابن عساکر عن افلح مولی ابی ایوب الخ

۲. مواہب الرحمن مع ابن کثیر ص ۱۲۹ پ ۱۸ نے لکھا کہ بعینہٖ یہی گفتگو حضرت ابی بن کعب اور ان کی زوجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بھی ہوئی۔

۳. ابن زید نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں (وازواجہ امہاتہم۔ (احزاب) اور ایک کم فہم اور کند مزاج آدمی بھی یقین رکھتا ہے کہ نہ ماں بیٹے کے ساتھ ایسی غلطی کا ارتکاب کر سکتی ہے اور نہ بیٹا ماں کے ساتھ ایسی فاحش خطا کا مرتکب ہو سکتا ہے (تفسیر کبیر ص [illegible] تحت آیہ افک)

اویسی غفرلہٗ: جب ایک عام اور کند مزاج اس کلیہ سے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پاک دامنی پر یقین رکھتا ہے پھر امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر لاعلمی اور تہمت لگانا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے یا کند مزاجی ہے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرب قیامت میں ایسے کند مزاج پیدا ہوں گے۔

(ف) اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے نزول آیات قرآنیہ سے پہلے صفائی نہ کرتے بلکہ صاف صاف نہ کہہ دینے کہ یہ کھلا افترا ہے پر اہل ایمان کو زجر و توبیخ فرمائی جیسا کہ امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ نے تفسیر کبیر میں آیہ افک میں لکھا کہ ذالک معاتبۃ المومنین

یعنی لولا اذ سمعتموہ الخ میں بعض صحابہ کو اللہ نے جھڑکا ہے۔ اور زواجرہ کے آیات مع تشریحات فقیر نے تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی گواہی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین زینب سے میرے حالات کے بارے میں دریافت کیا اور فرمایا ان کو تم کیسا جانتی ہو تم کس طرح دیکھتی ہو۔ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں ان کے بارے میں کچھ سنوں کہ میں نے کچھ سنا ہو اور دیکھوں حالانکہ میں نے دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں کچھ نہیں جانتی ان کے بارے میں بجز خیر و خوبی کے۔

(زینب و عائشہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ وہی زینب ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کے درمیان مجھ سے برابری کرتیں اور خود کو میرے حسن و جمال اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں میری قدر و منزلت میں مشابہ بنا دیتی تھیں مگر حق تعالیٰ نے ان کے اپنے تقویٰ و ورع کی بنا پر ان کو محفوظ رکھا کہ وہ رشک و حسد کریں اور بری بات منہ سے نکالیں۔

(مزید تقویت) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ باوجودیکہ زینب کی بہن حمنہ بنت جحش اپنی بہن زینب رضی اللہ عنہا سے لڑتی تھی کہ وہ اس بارے میں کیوں کچھ نہیں کہتیں تو وہ ہلاکت میں پڑی۔ ان لوگوں میں شامل ہو گئیں جو ہلاکت میں پڑے (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۴)

نکتہ: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم کی توثیق اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو اتنا مضبوط دلائل سے واضح فرمایا کہ پھر قیامت تک کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے۔ دیکھئے دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے استفسار نہ فرمایا تا کہ

وہم وگمان تک نہ ہے کہ وہ بیبیاں یا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرفدار تھیں یا ان سے مرعوب اور ایک بی بی زینب رضی اللہ عنہا ایسی تھیں جن کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہر وقت مقابلہ رہتا تھا اب ایسے موقع پر ایک لحاظ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے لئے گرانا آسان تھا لیکن الحمد للہ ہماری مائیں ایسی نہیں تھیں جو حق کو ہاتھ سے جانے دیتیں اس سے واضح طور بی بی عائشہ کی پاکدامنی کا مضبوط ثبوت ملا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بعض علمائے سیر نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں یقین ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں وہ اس لئے کہ

ان الذباب لا یقرب بدانک
فاذا کان اللہ صان بدانک
ان یخالطہ الذباب لمخالطۃ
القاذوات فکیف باھلک
روح البیان صہ ۱۲۵ ۶۷ تحت آیت ہذا
والارشادات للرازی ومدارک

آپ کے جسم اقدس پر جب کہ مکھی نہیں بیٹھتی کیونکہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں اس سے آلودہ ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ آپ کے لئے کیسے گوارا کریگا کہ جو اس سے کہیں زیادہ ہو اس سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ کیا بی بی کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کیلئے منتخب نہیں فرمایا؟ تو پھر جب انتخاب میں غلطی نہیں تو عائشہ منسے لئے ایسا گمان کیوں؟

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

علمائے سیر نے لکھا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

اخذت براءۃ عائشۃ من
ذالک لانی رأیت اللہ صان
ظلک ان یقع الارض ای
لان ظل شخصہ الشریف
کان لا یظہرنی شمس ولا
قمر لیلا یوطا بالاقدام
فاذا صان اللہ ظلک
فکیف باھلک

آپ کا سایہ شریف تک زمین پر نہیں گرتا مبادا کہ زمین نجس و ناپاک ہو حق تعالیٰ جب آپ کے سایہ کی اتنی حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم محترم کی ناشائستگی سے کیوں نہ حفاظت فرمائے گا۔

مدارج النبوۃ ۔ روح البیان صہ ۱۲۵ ۶۷ والارشادات الرازی)

انسان العیون صہ ۶۲۵ ۲۷ میں اوپر والی عبارت لکھ کر سایہ رسول کی نفی میں قصائد تابیہ للسبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے شعر ذیل تحریر فرمایا ہے

لقد نزہ الرحمٰن ظلک ان یری
علی الارض ملقی فانطوی لمزیۃ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو پہلے وہی عرض کیا جو بخاری شریف میں نقل کیا لیکن بعض علمائے سیر نے یہ جواب بھی لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اخذت براءۃ عائشۃ من
شئی ھوانا صلینا خلفک
وانت تصلی بنعلیک ثم
انک خلعت احدیٰ

حق تعالیٰ نے اتنا گوارا نہیں فرمایا کہ نماز کی حالت میں آپ کے پائے اقدس میں نعلین مبارک میں آگری ہو اور آپ کو خبر دے دیتا ہے کہ آپ اپنے نعلین کو

نعلیك فقلنا لیكون ذالك	گویا پائے اقدس سے اتار دیں تو اگر یہ واقعہ
سنة لنا فقلت لان جبریل	نفس الامر میں وقوع پذیر ہوتا تو یقیناً آپ
قال ان فی تلك النعل نجاسة	کو اس کی خبر دے دیتا خاطر جمع رکھئے
فاذا كان لاتكون النجاسة	حق تعالیٰ آپ کو حقیقتِ حال کی ضرور
بنعلیك فكیف باهلك	خبر دے گا۔

روح البیان ص۱۲۵ ج۶ ۔ مدارج النبوۃ ص۲۸ ج۲

ازالہ دہم _ بعض لوگوں کے ذہنوں میں سمایا ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قضیئہ افک میں سہل انگاری سے کام لیا ہے حالانکہ یہ ان کا وہم وگمان ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح جواب دیا جس طرح دوسرے صحابہ کرام نے جواب دیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے ہاں بخاری شریف کے الفاظ سے وہم پڑتا ہے اس کی ایک وجہ تھی جسے شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ البتہ ابتدائے قصہ میں جب حضور علیہ السلام نے دیگر صحابہ کرام سے سوالات کئے اور ان یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وہی عرض کیا جو مذکور ہوا پھر جب دیکھا کہ آپ کو کچھ حرج، حیرت، پریشانی اور تنگ دلی لاحق ہے تو حضور علیہ السلام سے اس غم واندوہ کو دور کرنے کے لئے بعد کو وہ راہ اختیار فرمائی جو بعد کو ہم نے بیان کیا۔ ان کا یہ طریقہ اخوت، محبت اور خیر خواہی میں ہوگا ظاہر ہے کہ جو محبت و خیر خواہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی وہ سیدہ عائشہ سے نہ ہوگی اس بنا پر حضور علیہ السلام کی رعایت سے ایسی بات کہی۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ابتدائی سہل انگاری معاذ اللہ کسی سوء ظنی آپ کی شکر رنجی پر مبنی تھی کیا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدگمانی یا شکر رنجی کر سکتی ہے؟

نیز یہ بدگمانی اور شکر رنجی کا وہم ہمارے دور کے بعض لوگوں کا ہے ورنہ خیر القرون کے بعد کے لوگوں کو تو خیال تک نہ تھا چنانچہ زہری کی سے روایت ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھ سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے پوچھا کہ کیا تمہیں ایسی کوئی روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں داخل ہیں جنہوں نے سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی ہے۔ میں نے کہا ایسی کوئی روایت نہیں پہونچی اور نہ وہ ان میں داخل تھے۔

مزید شواہد _ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی طرح دوسرے شارحین حدیث بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ قسطلانی شرح بخاری ص۲۹۲ ج ۴ میں ہے۔

وانما قال ذالك لما رآی عنده علیه الصلوٰة والسلام من القلق والغم لاجل ذالك وكان شدید الغیرة صلوات الله وسلامه علیه فرآی علی ان بفراقها یسكن ما عنده لسببها الی ان یتحقق براءتها فیراجعها فبذل النصیحة لا راحته لا عداوة لعائشة وقال فی بهجة النفوس لم تر آیة فیها لم یجزم علی بالاشارة بفراقها لانه عقب ذلك بقوله وسل الجاریة الخ

۲۔ ایسے ہی عینی شرح بخاری میں ہے۔ ص۲۲۳ ج ۱۲

۳۔ فتح الباری شرح بخاری تحت حدیث ہذا

ایک اور طریقہ سے وہم کا ازالہ _ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک جگہ اور حدیث ہے اور وہ بھی بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف بھاری ہوا اور درد و تکلیف نے شدت سے اختیار کی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے باریاں موقوف کرنے کی اجازت چاہی تاکہ حضور میرے گھر میں رہ سکیں اس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اپنے کاشانۂ اقدس سے مسجد شریف کی جانب اس طرح تشریف لے جاتے کہ آپ دو شخصوں کے درمیان سہارا لئے ہوئے ہوتے اور آپ دونوں پر اپنا بوجھ دیے ہوتے اور آپ کے دونوں پائے اقدس زمین میں لے کر کھینچتے جاتے یہ انتہائی ضعف و نقاہت کی وجہ سے تھا ایک دو شخصوں میں سے ایک حضرت عباس حضور کے چچا ہوئے اور دوسرے حضور کے اہل بیت میں سے۔"

اس حدیث کے راوی عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ سیدہ عائشہ سے سنا میں نے جب حضرت ابن عباس سے بیان کیا تو حضرت ابن عباس نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ سیدہ عائشہ نے ان کا نام نہیں لیا عبیداللہ کہتے ہیں میں نے کہا میں نہیں پہچانتا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

اختلاف کا جواب شراح حدیث سیدہ عائشہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہ لینے میں اختلاف رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ وہم اس نزاع کی وجہ سے ہے جو ان کے مابین ہے اس وجہ سے نام نہ لیا حالانکہ حق و صواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ کا حضرت علی کا نام نہ لینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک تو متعین تھا کہ وہ حضرت عباس تھے اور دوسری جانب متعین نہ تھا کبھی کوئی ہوتا کبھی کوئی کبھی حضرت علی ہوتے کبھی حضرت فضل بن عباس ہوتے کبھی اسامہ بن زید ہوتے اور سب اہلبیت نبوت

میں سے ہیں اس بنا پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کا نام متعین و مشخص کر کے نہ لیا واللہ اعلم) مدارج النبوۃ ج۲ ص۲۸۹۔

سوال حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی بیان کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے اکسایا اور جھڑک کر فرمایا کہ ہم تجھ سے یہ نہیں پوچھ رہے کہ "بی ایسی ہے بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ اس بات میں تجھے کچھ شک نہیں اس نے کہا نہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے جھڑکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ بول اس نے کہا سبحان اللہ یہ بات بھلا توبہ توبہ (تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۲۳ ج۲)

جواب اس میں اکسانے یا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بات کہلوانے کا پہلو ہرگز نہیں نکلتا بلکہ بی بی صاحبہ کی صفائی میں مزید تاکید مقصود تھی کیونکہ بی بی بریرہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں اشارات و کنایات تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اشارات کنایات کو مخالفین ممکن ہے کسی دوسرے معنی پر محمول کر لیں اس لئے تصریح چاہیے تاکہ مخالفین کو مخالفت کا موقعہ نہ ملے۔ چنانچہ بی بی بریرہ رضی اللہ عنہا کی تصریح کے بعد ہی حضور علیہ السلام نے خود بھی صفائی کے الفاظ بیان فرمائے اور مخالفین سے انتقام کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا

جوتے کی نجاست والی روایت کی تحقیق:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صفائی بارے عائشہ رضی اللہ عنہا میں گزرا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے میں نجاست کا ہونا گوارہ نہ فرمایا تو پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا میں اگر کوئی خامی ہوتی تو آپ سے نکاح کو کیسے گوارا فرماتا یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جو

ابوداؤد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ نے نماز کی حالت میں جوتا مبارک اتار دیا یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے آپ نے فارغ ہو کر صحابہ

پوچھا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوشوں کو اتار دیا آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی ایسا کیا صحابہ نے عرض کی آپ نے فرمایا کہ مجھے تو جبرئیل علیہ السلام نے اطلاع دی تھی کہ ان میں نجاست ہے۔

وہابیوں کے سوال کا جواب

ایک قوم کی طرف سے نبی علیہ السلام کے اس عمل پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر غیب داں ہوتے تو آپ کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاپوش اتارنے میں اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سرِ نو پڑھتے۔ پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی ہی نجاست نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت اور رفعت شان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے کہ کمال تنظیف وتطہیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائق ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

"وقذر بفتح قاف وذال معجمہ در اصل آنچہ مکروہ پندارد آنرا طبع وظاہر انجاستے نبود کہ نماز باآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا ناخوش دارد والا نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز باآں گذاردہ بود وخبر دادن جبرئیل وبر آوردن از پا جہت کمال تنظیف وتطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔"

اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب علم غیب میں ملاحظہ ہو۔

مسئلہ، ردالمختار میں ہے۔

"اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کرام کے لئے اس لئے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اسوقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔"

جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب "آئینہ وہابیت نما" میں لکھ دی ہے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

تفسیر مواہب الرحمٰن ص ۱۲۰ پ ۱۸ میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی بریرہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یا رسول اللہ

"مجھے اس میں کوئی بات عیب کی معلوم نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ لڑکی ہے سو جاتی ہے تو بکری آکر خمیر یا گوندھا آٹا کھا جاتی ہے۔"

یعنے وہ تو زنا جیسی برائی کا نام نہیں جانتی۔ بی بی بریرہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کو غیر مکتفی سمجھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے جھڑکا تو اس نے کہا:

"بخدا میں تو اس کے حق میں سوائے اس کے کچھ نہیں جانتی جو سنار کھرے سرخ سونے کو جانتا ہے۔" (قسطلانی شرح بخاری)

صحابہ کرام کا عقیدہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم کا اس واقعہ سے دامن پاک ہے اس لئے کہ وہ قاعدہ شرعیہ سے پہلے سے واقف تھے چنانچہ امام فخرالدین رازی قدس سرہ نے تفسیر کبیر ص ۱۸۱ تحت آیت افک لکھتے ہیں کہ

انھم کانوا متمکنین من العلم بکونہ بہتانا لان زوجۃ الرسول لا یجوز ان تکون فاجرۃ	انہیں پورا یقین تھا کہ یہ واقعہ سراسر بہتان ہے کیونکہ زوجہ رسول کبھی فاجرہ نہیں ہو سکتی۔

ف: جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو اس واقعہ میں عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے واقعہ سنتے ہی کیوں نہ سبحانک ھذا بہتان عظیم کہہ دیا چنانچہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں اس کی تصریح کی ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قاعدہ سے بے خبر ثابت کر کے لاعلمی کی تہمت لگانا وہابیہ کی قسمت میں لکھا ہے اور وہ اپنی اس بدقسمتی کا ماتم کریں اور پھر آتش جہنم میں جانے کی ابھی سے تیاریاں کرلیں۔

صحابہ کرام کے بیانات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مسرور ہونا

۸۔ صاحب روح البیان قدس سرہٗ نے لکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اظہار فرمایا۔

فسر علیہ السلام بذلک فصدقہم اللہ فیما قالوا وفضح اصحاب الافک ان الذین جاءو الخ ۱۲۵/ج۶

تو حضور علیہ السلام سنکر خوش ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کی تصدیق اور بہتان تراشوں کی تفضیح فرمائی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ طریقہ مبارک بتاتا ہے کہ آپ کو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں شک نہ تھا ورنہ ان کی تصدیق از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مسرت کیوں جب کہ انسان جب کسی پر شکی ہوتا ہے تو جب تک اس شک کا پورے طور پر ازالہ نہ ہو وہ محض قیاس آرائیوں پر خوش نہیں ہوتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسرور ہونا دو جانبوں کی سمت کی صحت کی وجہ سے تھا کہ ایک جانب سے محبوبہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت تو دوسری جانب پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہلبیت کے متعلق حسن ظن کے عقیدہ پر صحیح اترنے کا معاملہ تھا۔

(۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑے سے تائید حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منافقین یعنے

تہمت تراشوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو صحابہ کرام بے قابو ہو گئے غیر معمولی شور برپا ہوا وہ صرف اسی لئے کہ بی بی صاحبہ بے گناہ ہیں اور اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی بے گناہی کی وجہ سے مخالفین سے بدلہ لیتے ہیں چنانچہ قسطلانی ص ۳۹۶ ج ۴ میں ہے۔

قال ابن ابی جمرۃ وانما صدر ذلک منہم لاجل قوۃ حال الحمیۃ التی غطت علی قلوبہم حین سمعوا ما قال صلی اللہ علیہ وسلم فلم یتمالک احد منہم الاقدام فی نصرتہ

کیا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انکی شک تھا اگر شک تھا تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑے پر بھی اسی پالیسی پر گامزن تھے اگر خدانخواستہ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو نبوت کے پروگرام میں کیا وقعت رہتی مہذب لوگ یہی سمجھتے کہ یہ صرف اپنی عزت افزائی کے لئے ہوا ہے لیکن الحمد للہ سرکار کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ عزت و عظمت بھی بحال رہی اور نبوت کے پروگرام یعنے احکام الٰہیہ کی نشر و اشاعت میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔

یہی وجہ تھی کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جملہ اسباب برأت میسر ہونے کے باوجود فی الحال مخالفین اور قاذفین پر حد کا اجراء نہیں فرماتے ابھی بقایا پہلو کو صاف کرنا تھا چنانچہ جب وہ پہلو مکمل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی آیات کے ذریعے برأۃ کا اظہار فرمایا تب کہیں جا کر قاذفین کو سزا دی۔ حضور علیہ السلام کی اس حکمت عملی کی تاخیر سے فائدہ اٹھا کر وہابیہ نے لاعلمی کی تہمت لگادی۔

(۱۰) **علم کی دلیل** جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصدیق و تائید سماعت فرمائی تو اب مخالفین یعنے منافقین کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جیسا کہ گذرا ہے کہ

فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من یومہ فاستعذر من عبد اللہ بن ابی ابن سلول فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی ؟

اس عبارت میں "من یعذرنی" اور "بلغنی اذاہ" کے الفاظ ہمارے مؤید ہیں اس لئے کہ جسے شک ہوتا ہے وہ کیسے اپنے مخالف کے لئے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے.

من یعذرنی بمعنے من یقوم بعذری ان کافاتہ علی قبیح فعلہ ولا یلومنی او من ینصرنی (قسطلانی ص ۳۹۵ ج ۶)

یعنے وہ شخص کون ہے جو مجھے اس شخص کے متعلق معذور سمجھے جسے میں اس کے قبیح فعل پر سزا دوں اور مجھے بجائے ملامت کرنے کے میری مدد کرے

اور عینی شرح بخاری ص ۲۳۲ ج ۱۲ میں یہی مضامین لکھ کر فرمایا کہ

وقیل معناہ من ینتقم لی منہ ویشھد لھذا جواب سعد بن معاذ الخ

یعنے کون ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس نے میرے اہل کے بارے میں مجھے دکھ پہونچایا

اسی معنیٰ کی تائید حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھی ہوتی ہے ایسے ہی اگر بی بی صاحبہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شک تھا تو پھر ان کے معاملہ میں دکھ پہنچنے کا کیا معنیٰ دکھ پہونچنے کا مفہوم اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب یقین ہو کہ بی بی صاحبہ کا دامن پاک ہے اور ناحق ان پر تہمت باندھی گئی ہے اور واقعی یہی بات تھی جیسا کہ دوسرے جملہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا اس کی تشریح ہم نے پہلے عرض کر دی ہے۔

(۱۱) بی بی عائشہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہما کے مدینہ میں داخلہ کا طریقہ بھی ہمارا مؤید ہے

حضرت بی بی عائشہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہما پر بدگمانی کے اسباب ناپید تھے جن سے واضح

ثبوت ملتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان دونوں پر کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی چنانچہ مروی ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا صاف ظاہر طور حضرت صفوان کی اونٹنی پر ٹھیک دوپہر کو تمام لشکر کے سامنے تشریف لائیں اور اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تشریف فرما تھے اگر اس میں ذرہ برابر بھی عیب یا نقص یا غلطی کا شائبہ ہوتا تو بجائے کھلم کھلا مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے نہایت پوشیدہ اور مخفی طور آتے تاکہ کسی کو علم تک نہ ہو (مواہب الرحمٰن ص ۱۳۱ پ ۱۸)

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی سعادت پر رشک کیا چنانچہ مواہب الرحمٰن ص ۱۳۶ پ ۱۸ میں ہے۔

"اہل حق نے اس ظاہری صورت معاملہ کو نیک صورت دیکھ کر کچھ شک نہیں کیا ...... پھر صفوان بن معطل کے زہے نصیب کہ ان کو خدمت گذاری کی دولت حاصل ہوئی کہ خود اس قدر مسافت پیدل چلا اور اپنی ماں کو سوار لایا۔"

(۱۲) بدگمانی گناہ ہے

عام انسانوں پر بھی بدگمانی گناہ ہے کما قال تعالیٰ ان بعض الظن اثم (بعض گمان گناہ ہیں) اور پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا کہ جن کی دیانت و صداقت اور تقویٰ و طہارت ضرب المثل تھی اور پھر وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کہ جن کے متعلق ہر گناہ سے معصوم ماننا فرض ہے تو پھر کون سا بدبخت ہوگا جو حضور علیہ السلام کو بدگمانی جیسے گناہ میں ملوث کر کے آپ کی عصمت کا انکار کرے جب بدگمانی جیسے گناہ سے نبوت کو معصوم ماننا ضروری ہوا تو لازماً علم ثابت ہوا جیسے ہمارا دعویٰ ہے۔

(ف) قرآن مجید میں تو اہل ایمان کو زجر و توبیخ بھی اس لئے کی گئی کہ انہوں نے نزول آیات سے پہلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے حسن ظن کیوں نہ کیا جب کہ ان پر عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کے متعلق حسن ظن واجب تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے لکھا کہ

ان ذالک واجب فی امر عائشۃ رضی اللہ عنہا لان کونہا زوجۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المعصوم عن جمیع المنفرات کالدلیل القاطع فی کون ذاک کذبا (تفسیر کبیر ص۱۷۸ تحت آیۃ افک)

ترجمہ: یہ حسن ظن بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں واجب تھا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کا معاملہ تھا اور نبی علیہ السلام کا جملہ منفرات سے معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عقیدہ قطعیہ ہے اس کے برعکس کا جھوٹا ہونا ضروری اور لازم ہے۔

اب ناظرین سوچیں کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر قبل از نزول آیات حسن ظن واجب تھا اگر حضور علیہ السلام کے لئے یہ عقیدہ ہو کہ آپ کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی تھی تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تارک واجب (معاذ اللہ) جو فاسق وفاجر کہلوانے کا مستحق ہے، ماننا پڑیگا یا نہ

(۱۳)

حدیث شریف

روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف قوما یضربون صدورھم ضربا یسمعہ اھل النار وھم الھمازون اللمازون الذین یلتمسون عورات المسلمین ویھتکون ستورھم ویشیعون فیھم من الفواحش مالیس فیھم

(کذا فی تفسیر کبیر للرازی قدس سرہ ص۱۸۳ تحت آیۃ افک)

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میں ایسے لوگوں کو خوب جانتا ہوں جو سینے میں ایسی باتیں رکھتے ہیں جنہیں اہل نار سنتے ہیں اور لماز وہ ہیں جو اہل اسلام کے عیوب تلاش کرتے اور ان کے بے عزتی اور ہتک کرتے ہیں اور ان کی وہ بری باتیں پھیلاتے ہیں جو ان میں نہیں۔

غور کیجئے کہ ایسے اشخاص جب حضور علیہ السلام کے علم سے اوجھل نہیں جو برائی کی اشاعت میں منہمک ہیں تو اپنی زوجہ محترمہ کے بہتان تراش لوگوں کے متعلق آپ کو لاعلمی کیسی اس حدیث میں سے تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بہتان تراشوں کا علم تھا تو پھر لازماً بی بی کی پاکدامنی کا علم بھی تھا۔ ورنہ حدیث کا مفہوم غلط ہوتا ہے ہم اپنے مخالفین کو تو غلط کہہ سکتے ہیں لیکن آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادگرامی کے خلاف کہنا گوارہ نہیں کر سکتے۔

(۱۴)

امام رازی کا استدلال

وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم سے امام فخر الدین قدس سرہٗ استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وذالک یدل علی انہ لا یجوز الاخبار الا مع العلم (کبیر ص۱۷۹)

اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نہ صرف یقین سے خبر دی بلکہ قسم کھا کر فرمایا فواللہ ماعلمت علی اھلی الا خیرا (بخاری) جسے ہم نے پہلے تفصیل سے لکھا ہے۔

(ف) امام فخر الدین رازی کے قاعدہ پر اعلم کے بغیر کوئی خبر دینا ناجائز ہے، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی خبر دی اگر وہابیہ کے قانون کو مانا جائے (کہ آپ کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا) تو معاذ اللہ حضور علیہ السلام پر ایک ایسے فعل کا ارتکاب ماننا پڑتا ہے تو ناجائز ہے اور نبوت پر ناجائز فعل کا ارتکاب کا قول وہابیوں مانیں تو مانیں ہم تو ایسے کہنے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(۱۵)

رازی قدس سرہٗ کا دوسرا استدلال

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ سوال کرتے ہیں کہ مانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بی بی عائشہ

رضی اللہ عنہم کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پاکدامنی کا علم تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زجر کرتے ہوئے کیوں حکم فرمایا کہ انہوں نے واقعہ سنکر کیوں نہ کہہ دیا۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ کما قال والسوال الثانی لم اوجب علیھم ان یقولوا ھذا بھتان عظیم مع انھم کانوا عالمین بکونہ کذبا قطعا

(ف) امام فخر الدین کے اسی سوال سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ بی بی عائشہ پاکدامن ہیں تو پھر وہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ سے لاعلمی ثابت کرنا تعجب خیز بلکہ عبرت آموز ہے نامعلوم اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاعلم ثابت کرنے میں کتنے نوافل کا ثواب ملتا ہے یا پھر عمداً جہنم کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔

(۱۶) حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ

صفوان بن معطل نامرد تھے

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا یعنے میں نے کبھی بھی کسی عورت سے جماع نہیں کیا

قسطلانی مع بخاری شریف ص ۳۴۲ ج ۶ میں ہے۔

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں۔

وقد روی انہ کان حصورا وان معہ مثل الھدبۃ (ارشاد الساری شرح البخاری ص ۳۴۳ ج ۶)

یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ صفوان نامرد تھے اور ان کا آلۂ تناسل ناکارہ تھا اور وہ ریشہ اور کپڑے کی دھجی کے مانند تھا

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفوان بن معطل کے متعلق فرمایا ما علمت علیہ الا خیرا

ایسے ہی عینی ص ۲۳ ج ۱۲ میں ہے کہ

وذکر القاضی ابو بکر بن العربی انہ کان حصورا لم یکشف کنف انثی قط قد سئل عن صفوان فوجدوہ لایاتی النساء

قاضی ابن العربی فرماتے ہیں کہ صفوان میں قوت مردی نہیں تھی اور نہ ہی وہ کسی عورت سے کبھی وطی کے مرتکب ہوئے ان کے متعلق واقعہ کے دوران معلوم ہوا کہ وہ عورتوں کے جماع کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

(ف) یہ قاعدۂ صحیت ہے کہ خاص بیماریوں کا علم خاص دوستوں کو ہوتا ہے جب صفوان کی رازداری ان کے دوستوں سے مخفی نہ تھی تو بہ رواج زمانہ حضور علیہ السلام پر کیسے مخفی ہو سکتی تھی یہ قرینہ بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں شکی نہ تھے بلکہ یقین رکھتے تھے یہ مختلف طور طریقے مخالفین کے لئے اختیار کئے گئے جو اس وقت حضور علیہ السلام کو آج والوں کی طرح لاعلم سمجھتے تھے

(۱۷) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول

وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ہم لوگ عبد اللہ کو اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اور اس کے لئے تاج تیار ہو رہا تھا آپ کی آمد سے اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اسی کی وہ جلن نکال رہا ہے اور مختلف طور طریق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت گھٹانے کی سوچتا جیسا کہ منافقین کے حالات ہم نے رسالہ "ابلیس تا دیوبند" میں لکھے ہیں اس کی نبوت پر مختلف بہتان تراشیاں مندرج ہیں اس کی اس چال سے ہر کس واقف تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بہتان تراشی بھی نئی بات نہیں تھی اسی قرینہ سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ کے صحابہ کرام بھی

بھی مطمئن تھے کہ یہ شوشہ دشمن کا چھوڑا ہوا ہے جب یہ بات تھی تو پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نبوت کی بدگمانی کا کیا معنیٰ اور لاعلمی کی تہمت کیسی۔

(۱۸) **بہت پرانا قاعدہ** عقائد کے قوانین میں سے کہ ہر نبی علیہ السلام کی بیوی بدکار نہیں ہوتی جو قرآن مجید کی آیت الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات سے سمجھا گیا اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات کو احتلام نہیں ہوتا چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب الغسل میں ہے کہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب عورتوں کا احتلام کا سنا تو متعجب ہوئیں اور کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے عام انسانوں کو یقین ہے کہ نبی علیہ السلام کی بیوی زنا تو درکنار احتلام سے بھی پاک ہوتی ہے تو پھر حضور علیہ السلام پر بہتان تراشنا کہ آپ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر (معاذ اللہ) بدگمانی کی یا آپ ان کے حالات سے بے خبر تھے۔ اپنی بنوت دشمنی پر مہر ثبت کرانے کے مترادف ہے۔

(۱۹) **ایک فطرت** : فطرت انسانی کا قانون ہے کہ انسان خود جیسا ہوتا ہے اس کی بیوی بھی ایسی ہوتی ہے یعنے اگر مرد تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے تو بیوی بھی برائی کا ارتکاب نہیں کر سکتی الطیبات للطیبین کا یہی مطلب ہے اگر مرد سے کسی قسم کی غلطی ہو تو عورت کے لئے اس طرح کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے۔

(حکایت) صاحب روح البیان ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک زرگر نے اپنی دکان پر کسی بیگانی عورت کو کنگن پہنانے کے بہانے پر دست درازی کرنا چاہی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ گھر واپس آیا تو اس کی بیوی نے کہا آج تیرے سے کوئی غلطی ہوئی ہے مرد نے کہا وہ کیسے بیوی نے کہا روزانہ صفائی والا آتا ہے لیکن چپکے سے چلا جاتا ہے لیکن آج اس نے میرے اوپر دست درازی کی مگر میں بچ گئی۔ مرد نے اقرار کیا کہ دکان میں میں نے اس طرح کی غلطی کی ہے تو

عورت نے فوراً کہا "جیسی کرنی ویسی بھرنی"

بہرحال یہ ایک نفسیاتی قاعدہ ہے جسے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے زیادہ جانتے ہیں اسی لئے آپ پر بی بی صاحبہ کے لئے بدگمانی اور لاعلمی کی تہمت لگانا اپنی بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔

(۲۰) **حوالہ نمبر ۲ فیصلہ کن** سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں اپنا علم تو قبل از وحی اور قبل از استفسار از صحابہ یوں فرمایا واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا اس کے بعد آپ نے جو کچھ کیا اور لاعلمی سے نہیں بلکہ مبنی بر حکمت و تعلیم امت تھا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مختصر حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر ص ۲۹۲ میں ہے۔

سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیءٌ وانما خفی علی من راؤا صورۃ لا تخلوا غالباً عما قالوہ فانظر ما علمہ من الوحی وادم بین الماءِ والطین فتکون تلون اشاک بالامر تعلیما لورثۃ الدین بعدہ الی یوم القیامۃ کیف یفعلون بالاسرار کتما حتی جاء علمہ یرفع ما خفی عن اولئک فلو یطلق کما قیل

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شے مخفی نہیں ہے انہیں لوگوں پر پوشیدہ رہا جنہوں نے یہ جانا کہ ایسی صورت (یعنی تہمت جیسی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی تھی) غالباً اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس امر کی تہمت لگائے ہیں۔ یعنے ایسے بدگمان لوگوں پر پوشیدگی رہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ذات ایسی بدگمانیوں سے بلند و بالا اور پاک ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا

کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پُتلے کا خمیر پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔ پس یہ تلوّن (تفتیش وسوال و مشورہ) دمعاملہ شاک بالامر کا سا اسی لئے کیا کہ تعلیم کریں اپنی امت کے وارثین علم نبوی کو جو ابد آپ کے قیامت تک ہونے والے ہیں کہ وہ بھی اسرار کو اسی طرح پوشیدہ کریں یہ معاملہ شاک بالامر کا سا آپ نے اس وقت تک کیا کہ جب تک علم برأت ان لوگوں کو نہ آگیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا علم کے باوجود لاعلمی ظاہر کرنا حکمت پر مبنی ہوتا ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ بھائیوں نے پیمانہ چرایا نہیں تھا لیکن اُن سے وہی معاملہ کیا جو چوروں سے کیا جاتا ہے۔

چنانچہ یہ واقعہ قرآن مجید میں ہے کما قال اللہ تعالیٰ :-

فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ

ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون. الی ان قال

فبدأ باوعیتھم قبل وعاء اخیہ.

یعنی جب ان کا سامان تیار کیا تو ان میں پیمانہ رکھ دیا اس کے بعد اعلان کیا کہ اے قافلے والو تم چور ہو اس کے بعد پھر اپنے بھائی کے سامان سے پہلے اپنے سامان کی تلاشی یعنی شروع کی تھا۔

بتایئے اس واقعہ میں یوسف علیہ السلام کو لاعلمی ہے یا بھائیوں پر بدگمانی ہے لیکن باوجود اس کے پھر آپ نے ان کے ساتھ وہی کیا جو کچھ کیا۔ ایسے ہی یہاں سمجھیے لیکن مخالفت برائے مخالفت کا کوئی علاج نہیں۔

(۲۱) **منافقین کی چال** حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حالات سے پورے مطمئن تھے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی آپ کو کسی قسم کا کوئی خدشہ نہ تھا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد منافقین نے قوت اور زور آزمائی کے بجائے غلط پروپیگنڈا اپنے لئے کامیابی کا راز سمجھا ہوا ہے اور ایسے

اتہامات کے لئے انہیں زور لگانے کا پورا وقت دیا جاتا اس دوران وہ اپنی قوت صرف کرنے پر جب بے بس ہوتے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوندی اصل وجہ ظاہر فرما دیتے۔ اس دوران نہ نبوت نے لب کشائی فرماتی اور نہ ہی وحی ربانی کا نزول ہوتا۔

اونٹنی کا واقعہ: اس کی ایک مثال اونٹنی کا واقعہ بھی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تلاش کرنے کا حکم فرمایا جس پر منافقین نے جی بھر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھبتیاں اڑائیں لیکن جب لو کنت اعلم الغیب الخ آیت اتری اس کے بعد صحابہ کرام سے فرمایا جاؤ اونٹنی فلاں جگہ پر ہے لے آؤ یا جیسے ہار کے گم شدگی کے موقع پر ہوا۔ جب آیت تیمم اتری اس کے بعد خود اونٹ کو اٹھانے کا فرمایا جہاں سے ہار ملا وغیرہ وغیرہ

اس طرح کے درجنوں واقعات "ابلیس تا دیوبند" میں ہم نے درج کئے ہیں۔ انہی واقعات کو مخالفین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لاعلم کہا۔ انہی واقعات سے ہم نے اثبات کیا اور تصریحات دکھائیں لیکن ؎

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ایسے ہی یہاں ہوا کہ حضور علیہ السلام نے "واللہ ما علمت علی اھلی الاخیرا" قسم کھا کر اپنی بیوی مکرمہ کی برأت ظاہر فرمائی لیکن افسوس کہ نہ اس وقت منافقین نے مانا نہ آج مانتے ہیں۔

(۲۲) **چہ می فرمایند پیرِ مغاں دیوبند** حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تمام اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد ہیں انہوں نے بھی نام لئے بغیر ان کے عقائد فاسدہ کی تردید میں فرمایا کہ :-

"لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ وحضرت عائشہ کے معاملات

سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (شمائم امدادیہ صہ۱۶)

یہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن پر مخالفین کو اعتماد ہے انہوں نے بھی وہی فرمایا ہے جو ہم کہتے ہیں اگر ہم فقیروں کو مشرک کہا جاتا ہے تو ذرا مرشد صاحب پر بھی ایک دفعہ یہ فتویٰ پڑھ کر دم کیجئے۔ ورنہ پھر اگر فقیروں کی نہیں مانی جاتی تو اپنے پیر و مرشد کی مانیئے کیونکہ مرشد جو کچھ کہتا ہے وہ لسان رحمان کی ترجمانی فرماتا ہے۔ ؎

قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید

(۲۳) **مرزائیوں سے برے**

ہم مرزائیوں کی بدتمیزی اور ان کی شرارت کی وجہ سے ان پر جتنا لعنت کریں بہت کم ہے لیکن وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک کے قائل ہیں اور بالخصوص عائشہ صدیقہ کے معاملہ میں انہیں اقرار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر نہ تھے چنانچہ لاہوری پارٹی کے سربراہ مولوی محمد علی نے بیان القرآن صہ۹۶/۲ میں لکھا کہ:

اڑایہ کہا کہ خود نبی کریم صلعم[۱] کو بھی شک ہو گیا تھا یہ بھی آپ پر بہتان ہے آپ نے نزول آیت سے پہلے وعظ فرمایا کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کا ہی علم رکھتا ہوں۔

ناظرین خدارا انصاف فرمائیے کہ جن مرزائیوں کو ہم نے مل کر اقلیت قرار دیا اور کافر کہا وہ غریب بھی رسالت پر بدگمانی کو بہتان تراشی سے تعبیر کر رہے ہیں پھر وہ کون ہے

[۱] ہم کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس مسئلہ کی تحقیق "کراہت صلعم وفضیلت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں دیکھیے۔ اویسی غفرلہ۔

جو ان سے دو قدم آگے واضح الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاعلمی اور بدگمانی کی تہمت لگائیں۔ (فالی اللہ المشتکی واللہ المستعان)

اب علمائے متقدمین و فضلائے محدثین سے اس کا فیصلہ سنیئے ؎

اگر ہم کہیں تو برا لگے گا

وہابی دیوبندی مودودی متقدمین ائمہ ومحدثین علماء کی عدالت میں

ہم نے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے ثابت کر دکھایا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین تھا لیکن مذکورہ بالا فرقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو تہمتیں جڑ دیں۔

۱۔ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔

۲۔ آپ کو حضرت صدیقہ پر بدگمانی تھی۔

ان کی نہ صرف اس واقعہ میں ایسا طریقہ ہے بلکہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر معاملہ میں اسی طرح کی بدگمانی کی ان کا عام وطیرہ ہے جیسا کہ ان کی تصانیف کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے۔ حالانکہ عام آدمی پر بدگمانی گناہ ہے لیکن انبیاء علیہم السلام پر بالخصوص امام الانبیاء وسید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو کفر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عینی شرح بخاری صہ۳۰۹/۵۷ میں ہے:

فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر۔ یعنی انبیاء علیہم السلام پر بدگمانی کفر ہے

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا "جلوس نکالکر اور نعرے لگا کر اقلیت کی قرار داد پاس کر کے کفر پر مہر ثبت اچھی یا علامہ عینی جیسے محقق اور صاحب تلویح جیسے مدقق اور متقدمین فقہا

ومحدثین ومفتین جیسے متدین اچھے ۔ ونفوض امورنا الی اللہ واللہ بصیر بالعباد

سوالات وجوابات

سوال اگر حضور علیہ السلام کو خبر ہوتی کہ میری زوجہ پر تہمت لگے گی تو بروقت تیاری خدام سے کہہ دیتے کہ پہلے بی بی کو کجاوہ میں بٹھاؤ۔ پھر مدینہ کو چلیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اتنا بے خبری کہ مدینہ پہونچنے تک کوئی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ بی بی صاحبہ کو صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لیکر مدینہ میں پہونچے جسے منافقین نے دیکھ کر بے پرکی اڑائی۔

جواب: بقول شما اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کو یقیناً علم تھا پھر اس نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ مطلع کردیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم بھی تھا کہ اس واقعہ پر میرے محبوب کو سخت پریشانی اور غم وحزن لاحق ہوگا حالانکہ بار ہا ایسا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی پریشانی اور غم وحزن لاحق ہوتا تو فوراً جبریل علیہ السلام حاضر ہوجاتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی اور سلام لاتے ایک نظیر حاضر ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے مدارج النبوۃ ص ۴۶ ج ۲ میں لکھا کہ ایک دن حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ وارشاد کی غرض سے مشرکوں کے آگے سورۃ والنجم کی تلاوت کر رہے تھے جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیۃ کریمہ پر پہنچے

اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَ مَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ۔	کیا تم نے لات وعزیٰ اور ایک اور تیسرے بت مناۃ کو نہ دیکھا۔

تو شیطان نے دخل اندازی کی اور مشرکوں کے کانوں میں یہ آواز پہنچائی

تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی ۔	یہ بلند رتبہ اصنام ہیں اور ان کی شفاعت مقبول ہے۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ تمام فرمائی تو سجدہ کیا دوسرے مسلمانوں نے

بھی سجدہ کیا۔ مشرکوں نے بھی مسلمانوں کی موافقت کی۔ وہ بھی سجدے میں چلے گئے۔ اس وقت مسجد حرام میں کوئی کافر ایسا نہ تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ بقولِ مشہور اُمیہ بن خلف کے۔ اُس نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور اپنا چہرہ پیٹ ڈالا کہنے لگا "بس اتنا ہی کافی ہے" پھر مشرکین خوش ہو کر کہنے لگے۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے بتوں کو یاد کیا اور ان کی تعریف کی اور ان کی شفاعت کا اثبات کیا۔ ہم بھی ان کے ساتھ اتنا ہی اعتقاد رکھتے ہیں ہم ان کو خالق، رازق، جلانے والا اور مارنے والا نہیں جانتے۔ جب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا تو ہم ان سے صلح کرتے ہیں اور اُن سے اور آن کے ساتھیوں سے ظلم وستم کا ہاتھ اٹھاتے ہیں۔"

یہ خبر گوشہ گوشہ میں پھیل گئی اور شیطان نے اسے خوب پھیلایا۔ جب حبشہ کے مہاجرین کو یہ خبر پہنچی تو وہ اپنے وطن کی طرف لوٹے۔ اس واقعے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن وملال میں ڈال دیا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی خاطر کے لئے یہ آیت نازل فرمائی

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ الخ

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حزن وملال کو گوارہ نہ کیا تو پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ تو اس سے اور سنگین تر تھا اس لئے یہاں کیونکر گوارا کرتے ہوئے خاموشی فرمائی تو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ کا نہ بتانا مبنی بر حکمت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہی کہہ دیا جائے تو کون سا حرج ہے جب کہ حضور علیہ السلام کے لئے ہم نے دلائلِ قاطعہ سے واضح کیا کہ آپ کو واقعہ ہذا میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا علم تھا۔

خلاصہ یہ کہ یہ سوال تو الٹا اللہ تعالیٰ پر وارد ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان حال اور مغموم و محزون ہوتا دیکھنا گوارہ نہیں کرتا تو پھر اپنے نبی علیہ السلام کو کیوں اطلاع نہ دی۔

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کمال محبت کے باوجود رضائے الٰہی کے پیش نظر انہیں جنگل ویرانہ میں چھوڑ کر چلے آئے۔

اور اللہ تعالےٰ کا ہر فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا یہاں کئی حکمتیں تھیں۔

۱۔ ان میں ایک یہ کہ آپ کو سنت ابراہیمی پر عمل کرانا تھا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی سنت پر چلانا تھا۔ اور یہ واقعہ مجموعہ امتحانات تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں باحسن وجہ کامیاب ہوئے

۲۔ ہمارے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیاء و رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے جملہ کمالات صوریہ و معنویہ اور علمیہ و عملیہ کے جامع ہیں۔ رخ

آنچہ ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی اصول پر ضروری تھا کہ واقعہ افک ہو اور آپ واقعہ سے قبل اسے ظاہر بھی نہ فرمائیں تاکہ آپ اور آپ کی زوجہ محبوبہ و مرغوبہ بدرہ صدیقہ عفیفہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوسف و یعقوب علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے امتحان و آزمائش کا نمونہ بنیں اور آپ اور آپ کے جملہ خاندان و متعلقین صبر کر کے اجر جزیل پائیں چنانچہ روح المعانی ص۱۱ میں ہے۔

ولعل الحق انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تداخفیٰ علیہ امر الشرطیۃ الیٰ ان اتفح امر البرأۃ ونزلت الآیات فیہا الحکمۃ الابتلاء وغیرہ الخ

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت درجہ کا صبر کیا یہاں تک کہ

اس کو زبان تک نہ لائے اور بی بی صاحبہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے کلمہ فصبر جمیل کو دہرایا اور اس امتحان کے جملہ حالات سے جیسے یعقوب علیہ السلام؎ باخبر تھے ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جیسے وہ ظاہر نہ کرنے پر مامور تھے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ بی بی مریم رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو ان کی برأت ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کروائی جس پر نصاریٰ کو تا حال ناز ہے لیکن بی بی مریم سے بڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب و کمالات کا اظہار مطلوب تھا کہ ان کی برأت خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی اور وہ بھی اٹھارہ آیات پر مشتمل اور وہ بھی مخالفین کی پوری چھان بین کرنے کے بعد تاکہ بعد کو کوئی محبوبۂ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبان درازی نہ کر سکے۔

آج بھی یہ قانون جاری ہے کہ جو بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایسے بکواس کرے تو وہ کافر اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

چنانچہ انسان العیون ص۶۲۴/۲۷۰ وغیرہ میں ہے کہ

ومن تذف ازواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا توبۃ لہ البتۃ کما قال ابن عباس وغیرہ ویقتل کما نقلہ القاضی عیاض وغیرہ وقیل یختص القتل بمن تذف عائشۃ ویجد فی غیرھا

جو بھی حضور صلی اللہ علیہ السلام کی ازواج پر بہتان تراشی کرے اس کی توبہ قبول نہیں جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا عائشہ کا بہتان تراش واجب القتل ہے باقی ازواج کے بہتان تراش کو دوہری سزا دیجائے

۴۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اٹھتی جوانی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو جائیگا اس کے بعد عرصہ دراز تک بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیگی

؎ دلائل کے لئے فقیر اویسی کی کتاب علم یعقوب کا مطالعہ فرمائیں۔

اس عمر میں ان پر لوگوں کا بدگمانی کا شکار ہو جانے کا امکان تھا اور یہ اس کے پیارے محبوب علیہ السلام کی ہتک اور توہین ہوگی اس طرح تمام غلط امکانی صورتیں جڑ سے کٹ گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تفتیشِ حال اور استشارات از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور معاملہ کو طویل کرنے اور وحی کے انتظار میں بھی یہی حکمتیں تھیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالفین یعنی منافقین اور موافقین کی خوب زجر و توبیخ فرمائی اور منافقین کو حدیں لگیں اور پھر نہ صرف موافقین کو سبق ملا بلکہ رہتی دنیا تک بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت پر مہر ثبت ہوگئی اور ایسا سخت قانون بنا دیا گیا کہ اب جو بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں زبان گستاخی کرے گا اس پر نہ صرف کوڑوں کی سزا بلکہ اسے جان سے مار دینا ضروری ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۵ :۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا محبوبۂ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن روافض پیدا ہوں گے اسی لئے اب سے پوری چھان بین ہو جائے تاکہ بعد کو یہ ظالم محبوبۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر بری تہمتیں نہ لگا سکیں۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنے سخت ارشادات نازل نہ ہوتے تو نا معلوم روافض بی بی کے حق میں کیا کیا کہتے۔ اب بھی جب کہ اتنی سخت وعیدیں نازل ہوئیں لیکن پھر بھی روافض بی بی پر سخت کلامی اور بری تہمتوں سے باز نہیں آتے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں ہے۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق علم ہوتا تو نزول وحی تک مغموم و محزون اور پریشان کیوں رہے۔

جواب ۱ :۔ جیسے ہم نے بخاری شریف میں سے اپنے دعویٰ پر صاف "واللہ ما علمت علیٰ اھلی الاخیراً" دکھایا ہے۔ ایسے ہی مخالفین کو صاف دکھانا چاہیئے لیکن ان کے ہاں لاعلمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صاف الفاظ کہاں۔ ان کے پاس تو صرف گمان ہی گمان ہے۔

جواب ۲ : عقائد کا قانون ہے کہ عقائد کے لئے گمان اور محض خیال دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ گمان کبھی غلط بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان بعض الظن اثم — بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

جواب ۳ : ہم نے صاف الفاظ دکھائے ہیں اور مخالف نے گمان کیا ہے اور قرآنی قاعدہ ہے کہ گمان یقین کا مقابلہ نہیں کر سکتا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "ان الظن لایغنی من الحق شیئاً"

جواب ۴ :۔ ہمارے پاس دلائل قاطعہ اور براہینِ ساطعہ موجود ہیں کہ حزن لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ لبا اوقات حزن و ملال علم کی دلیل ہوتا ہے۔ دلائل ہم نے اپنی تفسیر اویسی میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں پر ہم صرف چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

نمبر شمار	آیت	پ	س	ع
۱	ولایحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعاً	۱۱	یونس	۷/۱۲
۲	ولایحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۴	آل عمران	۱۸/۱
۳	یاایھا الرسول لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۶	المائدۃ	۶/۱۰
۴	فلایکن فی صدرک حرج		"	
۵	قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لایکذبونک الخ	۷	انعام	۴/۱۰
۶	ولا تحزن علیھم	۱۴	حجر	۶/۶
۷	ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون	۱۴	"	"
۸	ولاتحزن علیھم ولاتکن فی ضیق مما یمکرون	"	نحل	۱۶/۲۲
۹	" " " " " "	۲۱	قصص	۶/۱۲

نمبر شمار	نام آیت	پ	س	ع
۱۰	فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرون وما یعلنون	۲۳	یٰسٓ	۵

ف: اس قسم کے آیات فقیر کی کتاب "مرآۃ الدلائل لحل المسائل" میں دیکھئے۔

یہ آیات صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ غم اور حزن لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ الٹا ان سے ثابت ہوتا ہے کہ علم بھی ہے لیکن حزن و ملال بھی۔ چنانچہ ان میں سے ہم چند آیات کی تفاسیر سے تشریح پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو مزید تسلی و تشفی ہو۔

(۱) قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین

بآیات اللہ یجحدون پ ۷ ع ۱۰

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم جانتے ہیں کہ آپ کو وہ بات غمگین کرتی ہے جو کفار کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کو تو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم درحقیقت اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

دیکھئے اس آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ کفار کے بکواس اور خرافات سے ہے چنانچہ ابوجہل کا قول صاحب کشاف وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ " وکان ابوجہل یقول ما نکذبک لانک عندنا صادق وانما نکذب ما جئتنا بہ" تو جیسے یہاں غمگین ہونا علم کے منافی نہیں ایسے ہی سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں سمجھئے۔

۲۔ ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر پ ۴ ۔ ۱۸۶

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو یہ غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کر رہے ہیں۔

ف: غزوۂ احد میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی تو اس سے کئی منافقین نے اپنے کفر کا کھلا

اعلان کر دیا اور کفار بھی حضور علیہ السلام کی انتہائی جدّ وجہد کے باوجود اپنے کفر پہ چمٹے رہنے پر مصر تھے اس نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مغموم رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ غمناک کیوں ہیں آپ نے تو سمجھانے کا حق ادا کر دیا اس کے باوجود اگر وہ کفر پر مصر ہیں تو یہ ان کی بدنصیبی ہے۔

غور فرمائیے آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا محض منافقین کی شرارت اور کفار کی شقاوت سے ہے۔ ایسے ہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی غمگینی منافقین کی غلط بیانی اور بعض اپنوں کی اس میں حصہ لینے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم ومن الذین ھادوا

پ ۶۔ رکوع ۱۰

ترجمہ: اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو وہ لوگ غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کر رہے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم صرف اپنے منہ سے ایمان لے آئے ہیں حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لے آئے اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں۔

ف اس آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا دو گروہوں سے تھا۔

۴۔ ولا یحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعا پ ۱۱ ع ۱۲

ترجمہ: اور آپ کو ان کی باتیں غمزدہ نہ کریں بے شک تمام عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

ف اس آیت میں بھی حضور علیہ السلام کو کفار کی بکواسات سے غمگینی ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کیا کوئی بے وقوف اس سے ثابت کر سکتا ہے کہ آپ کا غمگین ہونا لاعلمی سے تھا تو جیسے یہاں آپ کا غمگین ہونا لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کفار

کے بکواسات وخرافات کی وجہ سے ہے تو ایسے ہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی مغموم ومحزون ہونا ان منافقین کی بکواسات وخرافات سے تھا نہ کہ اصل واقعہ سے لاعلمی۔

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم والم مشہور ہے لیکن وہ بھی مفسرین کے نزدیک لاعلمی سے نہیں تھا بلکہ مبنی برحکمت تھا۔ چنانچہ تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ "رفع التعسف فی علم ابی یوسف" میں لکھی ہے یہاں پر صرف دو تفسیروں کے حوالے حاضر ہیں۔

۱۔ مواہب الرحمٰن ص۱۲۱ پ ۱۳ تحت آیت انما اشکوا الخ لکھا کہ مترجم کہتا ہے کہ اس میں اشارت ہے کہ میری گریہ وزاری اپنے رب کی جانب بعض حکمت پر مبنی تھا (واللہ اعلم)

اس کا ایک سبب صاحب روح المعانی نے ص۱۸۰ تحت آیت بل سولت لکم الخ لکھا کہ

۲۔ ولعل مع ھذا العلم انما حزن علیہ السلام لما خشی علیہ من المکروہ والشدائد غیر الموت	یعقوب علیہ السلام جاننے کے باوجود محزون اس لیے ہے کہ یوسف علیہ السلام پر تکالیف ومصائب والے ہونے والے ہیں اسی سے مغموم ومحزون ہوئے۔

خلاصہ کلام: ہم یعقوب علیہ السلام کے لئے عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہیں یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات کا علم تھا اور چونکہ امتحان ایزدی تھا اسی لئے باپ بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی اسی لئے جسمانی مفارقت سے یعقوب علیہ السلام روئے اور رونا لاعلمی سے نہیں تھا بلکہ جدائی سے تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام کا واقعہ اور رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بن سکتی تو پھر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ کو لاعلمی کی دلیل بنانا کہاں کا انصاف ہے جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم کھا کر اپنے علم کا اظہار فرما رہے ہیں۔ یہ نبوت دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔

۶۔ ایک اور دلیل لیجیے وہ یہ کہ انسانی فطرت ہے کہ جب اس قسم کے حوادث کا ورود ہوتا ہے تو علم کے باوجود غم والم لازماً لاحق ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

علیہ السلام کو دریا میں ڈالتے وقت بذریعہ الہام یقین دہانی کرائی کہ تیرا یہ صاحبزادہ واپس تجھے ملے گا اور بعد کو رسول وپیغمبر بنے گا فلہذا اُسے دریا میں ڈال دے اور نہ گھبرانا اور نہ ہی غم کھانا کما قال اللہ تعالیٰ واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ الیٰ ان قال انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین اس کے باوجود جب بی بی نے دیکھا کہ صاحبزادہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا تو آپے سے باہر ہوگئی اور قریب تھا کہ راز فاش کر دیتی کما قال تعالیٰ واصبح فؤاد ام موسیٰ الیٰ ان قال ان کادت لتبدی بہ الخ

وہ بی بی ولیہ کاملہ تھی اس لئے تو اُسے وحی ربانی یعنی الہام حق سے نوازا گیا باوجودیکہ انہیں قرآنی ارشاد سے علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں واپس ملیں گے۔ جوان ہو کر رسول و پیغمبر بنیں گے لیکن بی بی مغموم ہوئیں۔

ایسے ہی حضور علیہ السلام کا معاملہ سمجھیے کہ آپ پر آپ کی محبوبہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کے لئے غم والم کا لاحق ہونا لازمی امر تھا لیکن اُسے لاعلمی پر محمول کرنا اپنے آپ کو نبوت سے دور کرنے کے مترادف ہے۔

۷۔ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ایک معاملہ لیجیے وہ یہ کہ غزوہ بدر کے وقوع سے پہلے آپ کو یقین دہانی کرائی گئی کہ فتح ونصرت آپ کو ہوگی لیکن اس غزوہ میں لشکر کفار کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلتِ اسباب کے تحت کتنا گڑگڑائے تو یہاں بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ کو فتح ونصرت کا یقین تو تھا لیکن امت کو عجز ونیاز کا درس دینا مطلوب تھا ایسے ہی یہاں لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ اسے حکمت اور راز مخفی سے تعبیر کیا جائے۔

۸۔ ایک اور واضح دلیل لیجیے وہ یہ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سانحہ فاجعہ اگرچہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد کو ہوا لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ کے وقت بیان فرمایا کہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کو میری

امت شہید کر دیگی اور آپ نے اس وقت کربلا کی مٹی سرخ رنگ کی دکھا بھی دی اور ساتھ گریہ بھی فرمایا اور چشمان مبارک سے آنسو بہ نکلے۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔ بی بی ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

فدخلت یوماً علی رسول اللہ فوضعتہ فی حجرہ ثم کانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان الدموع قالت فقلت یانبی اللہ بابی وامی مالک قال اتانی جبریل علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا قال نعم واتانی بتربۃ من تربۃ حمراء (مشکوٰۃ ۵۷۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین کی پیدائش ہو چکی تھی میں نے بچے کو حضور علیہ السلام کی گود میں رکھ دیا پھر میں نے توجہ کی تو آپ کی چشمان مبارکہ آنسو بہا رہی تھیں۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ روتے کیوں ہیں فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اسی بچے (حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کریگی تو میں نے کہا اسی (حسین رضی اللہ عنہ) کو۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ بلکہ جبرئیل علیہ السلام کربلا کی سرخ مٹی بھی میرے پاس لایا ہے۔

(ف) اسی حدیث مبارک سے ظاہر ہے کہ علم کے ہوتے گریہ تھا یہی ہمارا مقصد ہے کہ جیسے رونا لاعلمی کی دلیل نہیں تو پھر آپ کا مغموم و محزون ہونا واقعہ افک میں لاعلمی کی کیسی دلیل بن گیا۔

قلم کو روک کر انہی دلائل پر اکتفا کرتا ہوں طوالت تو ہوگئی لیکن اہل انصاف کے ہاں یقین کا کافی سرمایہ جمع ہو گیا اور ہم نے مضمون کو عمداً طویل کیا جب کہ مخالفین کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو عائشہ کی پاکدامنی کا علم ہوتا تو مغموم کیوں ہوئے اب تو ناظرین کو یقین ہو گیا کہ غمگینی لاعلمی سے نہ تھا بلکہ اس سے فطرت انسانی کی تصدیق مطلوب تھی کہ جب کسی شریف النفس انسان پر اس قسم کی بہتان تراشی ہوتی ہے تو وہ مغموم و محزون ہوتا ہے نیز آپ نے ایسے موقعہ پر غم کا اظہار کر کے اپنی امت کا بھلا کیا کہ اگر ان پر تہمت تراشی ہو تو انہیں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر و سکون سے اس بوجھ کو اٹھا لیں اور مغموم و محزون ہوں گے تو سنت نبوی کے مطابق ثواب کے مستحق بھی ہوں گے۔ اسی سے تو شفیق کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کا بھلا کر رہے ہیں کہ امتی ایسے موقعہ پر مغموم تو ہوگا تو پھر وہ درگاہ حق کے انعام سے محروم نہ رہے۔ لیکن افسوس بدقسمتوں پر کہ وہ اس غم والم کو کہاں تک لے گئے۔

اور فقیر اویسی غفرلہ کے دلائل کی تائید اسلاف صالحین سے ہوتی ہے جیسا کہ گذرا۔

روح المعانی کی گواہی (غمگین ہونا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غمگین ہونا بھی اس وجہ سے تھا کہ آپ کے خاندان میں ایسا غلط چرچا کیوں ہوا؟ صدیقہ کی بے گناہی کا یقین رکھتے تھے۔ صدمہ تو یہی تھا کہ بے گناہ پر تہمت لگی۔ اگر ان کی بے گناہی کا علم نہ ہوتا تو اس قدر صدمہ بھی نہ ہوتا۔ اگر آج ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کو بے گناہ پھانسی پر لٹکا دیا گیا تو ہمیں ضرور صدمہ ہوگا اور اگر اس کی بے گناہی کا

علم نہ ہو تو اس قدر صدمہ بھی نہ ہوگا اور یہی غمگین ہونا بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صدیقہ کی پاکدامنی کا علم تھا چنانچہ روح المعانی ص۱۰۹ ج۱۸ میں ہے۔

وما عراہ من الھم انما ھو امر طبعی حصل بسبب خوض المنافقین

ومن تبعھم وشیوع ما لا اصل لہ من الباطل بین

اور صاحب روح المعانی کے اس دعویٰ کی دلیل خود حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بیانات سننے کے بعد فرمایا من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ الخ یہ جملہ شاہد ہے کہ آپ کو غم والم اور حزن اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے بکواسات سے تھا اسی لئے بعد قسم کھا کر فرما دیا فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیراً۔

سوال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم ہوتا تو واقعہ افک کے بعد بی بی عائشہ سے لطف وکرم نہ چھوڑتے اور نہ ہی ان سے توجہ ہٹاتے چنانچہ خود بی بی رضی اللہ عنہا کو اس کا احساس تھا اسی وجہ سے انہیں شک وشبہ بھی ہوا کہ کوئی بات ضرور ہے جس سے میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لطف ترک کر دیا جو سابقاً تھا چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ولا اشعر بشئی من ذلک وھو یریبنی فی وجعی انی لا اعرف

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللطف الذی

کنت اریٰ حین اشتکی انما یدخل علیّ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فیسلم ثم یقول کیف تیکم ثم ینصرف

فذلک الذی یریبنی ولا اشعر بالشر الخ

جواب ۱: یہ لاعلمی کی دلیل نہیں صرف گمان ہے اور گمان دلائل میں شامل نہیں۔

جواب ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ کی طرف سے توجہ کا کم کر دینا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس تہمت کے بعد غیرتِ محمدیہ کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک یہ معاملہ اللہ کی طرف سے صاف نہ ہو۔ اس وقت تک سرکار توجہ میں کمی فرمائیں تاکہ کسی دشمن کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی تہمت سے کوئی نفرت نہیں چنانچہ روح المعانی ص۱۰۹ ج۱۸ میں ہے کہ

ولم یقل صلی اللہ علیہ وسلم نحو ذلک لحسن الظن لشدۃ غیرۃ

علیہ السلام والغیور لا یکاد یعول فی مثل ذالک علی حسن

الظن الخ

یعنی اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ بنائے حسن ظن دوسروں کی طرح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی دیکر معاملہ ختم کر دیتے لیکن آپ نے اپنی غیرت کے تحت ایسا نہ کیا اور نہ ہی غیور انسان ایسے امور میں حسن ظنی کو کام لاتا ہے۔

جواب ۳: قسطلانی ج۷ ص ہ میں ان الفاظ کو لطف پر محمول کیا ہے اور یہ ظاہری عدم لطفی بھی لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مظلومی کا اظہار اور ان سے محبت وپیار کی ایک علامت ہے چنانچہ فطرت شناس اشخاص سے مخفی نہیں کہ جب کسی کے پیارے دوست اور معزز شخصیت پر اس قسم کی تہمت لگتی ہے تو اس کے دوست اس سے وہ محبت بھری باتیں نہیں کرتے جو اس سے قبل ہوتی تھیں حالانکہ جانتے ہیں کہ ان کا وہ دوست ہر طرح کی تہمت سے بری ہے یہ بھی ایک قسم کا پیار ہے لیکن یہ راز وہ جانتے ہیں جنہیں پیار و محبت سے واسطہ پڑا ہے جو محبت سے کورا ہو وہ کیا سمجھے۔

جواب ۴: اس بے لطفی سے ناراضگی یا معاملہ سے بے خبری مراد نہیں بلکہ وہ محبت وپیار کی باتیں مراد ہیں جو عموماً گھر میں خوشی وفرحت سے ہوتی ہیں کیونکہ جب انسان کو بیرونی حادثہ بالخصوص ناجائز تہمت لگے اور خاص طور جب اپنے ہی دشمنوں سے مل جائیں تو انسان گھر

والوں سے تعلق نہیں ہوتا لیکن یہاں تو معاملہ بھی سنگین تھا اور پھر خود بی بی رضی اللہ عنہا کی ذات سے۔

جواب ۵: یہ معاملہ آپ اور بی بی سے خصوصی طور امتحان کا تھا۔ امتحان گاہ والوں سے پوچھیئے کہ امتحان کے وقت امتحان والوں کے درمیان جو بے لطفی و عدم التفاتی ہوتی ہے کیا وہ بھی ایک دوسرے پر کسی بدگمانی سے ہوتی ہے یا انہیں ایک دوسرے پر ناراضگی کا سبب ہے۔

جواب ۶: سیدنا صدر الافاضل مولٰنا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ نے اس کی عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے۔

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیطرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ حالت غم کا منشا بے التفاتی ہے اور اگر حق تعالیٰ حق بین آنکھ عطا فرمائے تاکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کیطرف توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیر میں آئی۔ اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو صبر پر زیادہ ثواب ہوتا رہا اور امتحان بھی ہوگیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کردیا۔ جملہ حالات اللہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرمادیئے۔ اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب اپنی محبوبہ کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں۔ شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کرسکیں۔ اس واسطے عرصہ تک وحی ہی سامنے نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں۔ اُن کی تسکین فرماتے ہیں۔ یا وحی کلام محبوب حق میں دیر ہونے سے بے قرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ کو ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کرکے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں۔"

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو براءت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یقین ہوا صراحتہً ثابت ہوگیا۔ لیکن ان لوگوں پر افسوس ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں۔ ایک تو یہ کہ ان کو صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ بدگمانی تھی۔ دوسری یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا یہ دونوں باتیں نبوت پر سخت حملہ آور اور نہایت درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

سوال: اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو بھی آپ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تفتیش حال کیوں فرمائی؟ اور صحابہ کرام سے بی بی کے متعلق مشورہ کیوں لیا کہ انہیں پاس رکھیں یا جدا کردیں جیسا کہ "یشاورھما فی فراق اھلہ" سے معلوم ہوتا ہے۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ کے معاملہ کی تفتیش خود علم حاصل کرنے کے لئے نہیں فرمائی بلکہ حضرت صدیقہ کی پاکدامنی کو ان مسلمانوں کے ذہن میں قائم کرنے کے لئے فرمائی جو مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے والوں میں شامل ہوگئے تھے جب ان کے دلوں میں حضرت صدیقہ کی طرف سے بدگمانی راسخ ہوچکی تھی تو بمقتضائے فطرت بشریہ یہ بات قرین قیاس تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بذات خود صدیقہ کی پاکی پر زور دیں تو شاید وہ سرکار کے حق میں بھی بدگمان ہوجائیں اور یہ خیال کریں کہ ان

کی عزت کا معاملہ ہے۔ اس لئے اس طرح فرما رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس معاملہ میں زور نہیں دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ہمارے حق میں بدگمان ہو کر کفر و ارتداد تک نہ پہونچ جائیں۔

ہماری اس تقریر کی تائید مخالفین کی مستند اور معتمد علیہ تفسیر روح المعانی جلد ۱۱ ص ۱۴۲ سے ہوتی ہے۔ صاحبِ تفسیر رحمۃ اللہ نے لکھا کہ

ویحتمل انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان عالماً بان السلامۃ من المنفر من شروط النبوۃ لکن خشی من اللہ عزوجل الذی لا یجب علیہ شیٔ ان لا یجعل ما خاض المنافقون واتباعھم فیہ من المنفر بان لا یرتب سبحانہ خلق النفرۃ فی القلوب علیہ یمنع من الاتباع فتختل حکمۃ البعثۃ فداخلہ علیہ الصلوۃ والسلام من الھم ما داخلہ وجعل یتبع الامر علی اتم وجہ وما ذالک الا من مزید السلم ونہایۃ الحزم و نظیرہ من وجہ خوفہ علیہ الصلوۃ والسلام من قیام الساعۃ عند اشتداد الریح بحیث لا یستطیع ان ینام ما دام الامر کذلک حتی تمطر السماء

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امر میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ اس تحقیق و تفتیش کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اسباب عادیہ مالوفہ طبائع بشریہ کے ذریعہ حضرت صدیقہ کی پوزیشن کو بدگمانی کرنے والے مسلمانوں کے ذہن میں بھی واضح اور صاف کر دیا جائے اور منافقین پر بھی حجت قائم کر دی جائے کہ اتنی تحقیق کے بعد بھی کوئی برائی پائی ہی نہیں جاتی۔

سوال: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا سے علم نبوی ثابت کیا ہے یہ غلط ہے کیونکہ یہ کلمہ اصحاب نے بھی سنا ہوگا۔ پھر بھی یہ ایک بدگمانی پر قائم رہے۔

جواب:۔ حدیث شریف بخاری میں ہے ہر ایک اسے پڑھ کر یقین سے کہہ سکتا ہے کہ بدگمانی کرنے والے دو چار معدودے صحابی تھے اور وہ بھی منافقین کے غلط پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے فلہذا انہوں نے یہ کلمہ سنا ہی نہ ہوگا اگر وہ سن لیتے تو ضرور انہیں اپنے نبی علیہ السلام کی قسم پر اعتماد ہوتا کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے اگر بالفرض سنا بھی ہو تب بھی انہوں نے اپنے اجتہاد سے حضور علیہ السلام کے اس قول اور قسم کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر حسن ظن پر محمول کیا ہوگا۔ اور ایسا ہونا صحابہ کرام سے عام تھا خواہ فی نفسہ ان کا وہ اجتہاد مبنی بر صواب بھی نہ ہو۔ لیکن اجتہاد کرتے تھے۔ یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس غلط طریقہ پر سزایاب ہوئے۔

سوال: حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سرکارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے صدیقہ اگر تم سے کوئی گناہ ہوا ہے تو تم توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے

جواب: حضرت صدیقہ بی بی اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ حضور خود علم حاصل کرنے کے لئے یہ بات نہیں فرما رہے۔ بلکہ دوسروں کے اذہان کو میرے حق میں بدگمانی سے پاک فرمانے کے لئے یہ کلمات طیبات ارشاد ہو رہے ہیں۔ لہذا جواب میں جمع کے صیغے بولتی ہیں اور ایسے الفاظ فرماتی ہیں جن کے مخاطب حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

انی واللہ لقد علمت لقد سمعتم	خدا کی قسم مجھے معلوم ہے تم لوگوں نے
ھذا الحدیث حتی استقر فی	یہ بات سنی ہے اور تمہارے دلوں
انفسکم وصدقتم بہ فلئن	میں قرار پکڑ چکی ہے اور تم نے اس کی

قلت انی بریئة لا تصدقونی و
لئن اعترفت لکم بامر واللہ
یعلم انی منه بریئة لتصدقنی
فواللہ لا اجدلی ولکم مثلا
الا ابا یوسف حین قال
فصبر جمیل واللہ المستعان
علی ما تصفون

تصدیق بھی کر دی ہے ۔ اگر میں تم سے
کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری
ہرگز تصدیق نہ کروگے اور اگر تمہارے
سامنے کسی ایسے امر کا اقرار کرلوں ۔
جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
کہ میں اس سے پاک ہوں تو مجھے سچا
مان لوگے ! تو خدا کی قسم جب میرے اور
تمہارے لیے سوائے حضرت یعقوب علیہ
السلام کے اور مثل نہیں جب انہوں نے
یہ فرمایا کہ فصبر جمیل واللہ المستعان
علی ما تصفون ۔

ناظرین ! خدارا بی بی کے ان الفاظ پر غور فرمایئے کہ یہ بات تمہارے دلوں میں قرار پکڑ چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے ۔ کیا اس کلام کے مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو سکتے ہیں ؟ کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں نعوذ باللہ حضرت صدیقہ کی برائی بیٹھ چکی تھی ؟ کیا حضور نے اس کی تصدیق فرمادی تھی ؟ جو لوگ اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے منکر ہیں وہ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ حضور نے تو قسم کھا کر ارشاد فرمایا تھا ۔ واللہ ما علمت علی اهلی الا خیرا ۔ اس کلام کو اگر حسن ظن پر بھی محمول کر دیا جائے تب بھی حضرت عائشہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ظن ثابت ہوگا ۔ حسن ظن کے ساتھ ان کی برائی کا دل میں بیٹھ جانا اور اس کی تصدیق کر دینا کیسے جمع ہو سکتا ہے ؟

معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ نے اگرچہ بظاہر حضور کو مخاطب بنایا مگر اپنے اس خطاب کا رخ ان ہی لوگوں کی طرف رکھا جو منافقین کے بہکانے میں آ کر مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے میں مبتلا ہو گئے تھے اور ان کے دل میں حضرت صدیقہ کی طرف سے برائی بیٹھ گئی تھی اور انہوں نے تہمت لگا کر اس کی تصدیق بھی کر دی تھی جیسا کہ ہم نے اسے تفصیل سے لکھا ہے اگر اس کلام کے مخاطب حضور علیہ السلام ہوں تو نعوذ باللہ حضور علیہ السلام بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہونگے کیونکہ کسی پر برائی کی تصدیق کرنا ہی تہمت ہے ۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک ہیں ۔

سوال : واقعی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بی بی عائشہ کی پاکدامنی کا علم تھا تو پھر ایک ماہ تک معاملہ کو طول کیوں دیا اور خواہ مخواہ اسے ہر ایک سے بی بی کے متعلق چھان بین کی اور طرح طرح سے اپنی بی بی کی صفائی کے لئے جدوجہد کی کیا علم کے باوجود ایسا کیا گیا اور کیوں ؟

جواب : ایک مہینہ یا اس سے زائد تک اس معاملہ کو طول دینے کی حکمت بھی یہی تھی کہ اگر جلدی سے معاملہ ختم کر دیا جاتا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات رہ جاتے ۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی کے مطابق معاملہ کو طول دیا کہ جس طرح چاہو اس طویل عرصہ میں واقعات کی چھان بین کر لو ۔ جب کوئی برائی موجود ہی نہیں تو ظاہر کہاں سے ہوگی اور ایسا کرنا فطرت انسانی ہے مثلاً اگر کسی پر تہمت لگائی جائے کہ تم نے ہمارے سو روپے چرائے ہیں اور وہ شخص متہم کو اپنے کپڑوں کی تلاشی دینے لگے اور اپنے گھر اور سامان کی ایک ایک چیز لاکر دکھا دے اور لوگوں سے دریافت کرائے کہ بھائی ، تم نے میرے سو روپے دیکھے ہیں ؟ تمہیں علم ہے بھائی ! تم بتاؤ میں نے کبھی چوری کی ہے ؟ تو اس کا کیا مطلب ہے ۔ کیا اس تحقیق کرنے والے کو اپنا حال معلوم نہیں ؟ کیا یہ خود اپنا علم حاصل کرنے کیلئے معاملہ کو طول دے کر اس کی تحقیق کر رہا ہے ؟

نہیں، نہیں! بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اچھی طرح اس معاملہ کی تحقیق نہ کرائی جائے تو میری بیگناہی واضح ہوگی۔ اور لوگوں کے دلوں میں میری طرف سے بدگمانی باقی رہے گی۔

بالکل یہی معاملہ یہاں تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیقہ کی پاکی کا یقین تھا مگر ان حکمتوں کے پیش نظر بے توجہی اور تحقیق و تفتیش کرائی گئی اور معاملہ کو طول دیا گیا تا کہ حضرت صدیقہ کی پاکدامنی ہر طریقہ سے ظاہر ہو جائے۔

چنانچہ مخالفین کی مستند اور معتمد علیہ تفسیر روح المعانی ص ۱۱/۱۶۷ میں ہے۔

ويجوز ان يدعى ان النبي صلى الله عليه وسلم كان عالماً بعدم جواز فجور نساء الانبياء عليهم الصلوة والسلام لما فيه من النفرة المخلة بحكمة البعثة لكن اراد عليه الصلوة والسلام ان يظهر امر برأتها الصديقة رضي الله عنها ظهور الشمس في رابعة النهار حيث لا يبقى فيه خفاء عند احد من الصحابة الكرام رضي الله عنهم

قرآنی دلیل: اور یہ واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل میں رہ کر اپنے متعلق تحقیق کرانے کے مشابہ ہے جب کہ بادشاہ کے بلاوے کے بعد بھی فرما رہے تھے۔ فما بال النسوة اللاتی قطعن ایدیهن الخ۔ تو جیسے یوسف علیہ السلام نے اپنی براۃ کے علم کے باوجود ایک عرصہ تک چھان بین کرائی ایسے ہی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اگر یوسف علیہ السلام کے اس قصہ قرآنی پر ایمان ہے تو اپنے نبی علیہ السلام کے واقعہ پر اسی طرح ایمان رکھنا چاہیئے جیسے دوسرے ایک نبی علیہ السلام پر۔ اگر کوئی اس سے بھی محروم رہے تو جائے جہنم۔

سوال: جب اتنا وجوہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے موجود تھے تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کیوں نہ برأت کا اعلان فرمایا جب کہ حسن ظن کی وجہ اور قوت وہ تھی۔

جواب: حسن ظن اور دیگر وجوہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اعلان موافقین کو تو مفید تھا لیکن مخالفین کے لئے یہ کوئی قوی نہیں بلکہ ان کے لئے وہ طریقہ مضبوط تھا جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا چنانچہ یہی جواب مخالفین کی مستند اور معتمد علیہ تفسیر روح المعانی ص ۱۱/۱۶۷ میں ہے۔

وان قول اولئك الاصحاب رضي الله عنهم سبحانك هذا بهتان عظيم لم يكن ناشيئاً الا عن حسن الظن ولم يتمسك به صلى الله عليه وسلم لانه لا يحسم القال والقيل ولا يرد به شي من الاباطيل۔

سوال: حضور علیہ السلام کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین ہوتا تو منافقین ومخالفین سے تہمت کی خبر سنتے ہی کہہ دیتے "هذا افك مبين" آپ کا اس واقعہ میں تامل و توقف کرنا لاعلمی کی دلیل ہے۔

جواب ۱: اس واقعہ میں حضور علیہ السلام کا واللہ ماعلمت الخ فرمانا ہماری قوی دلیل بھول گئے۔

جواب ۲: اس واقعہ میں حضور علیہ السلام خود صفائی دیتے تو منافقین کہتے کہ نبی علیہ السلام کا اپنا معاملہ تھا دبا دیا۔ اگر ہمارا معاملہ ہوتا تو اس کی تحقیق و تفتیش فرماتے آپ نے تامل و توقف سے مخالفین و منافقین کے اعتراض کی گنجائش نہ رکھی۔

جواب ۳: اعتراض پر جب تک واضح دلائل نہ دیئے جائیں وہ معاملہ کمزور رہتا ہے آپ کو علم تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں قرآن نازل ہوگا جو رہتی دنیا

تک عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف وتوصیف قرآنی نص سے ہوتی رہے گی۔ اسی لئے توقف وتامل میں خیر تھی اسی لئے یہ لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ الٹا علم نبوت کی روشن دلیل ہے ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون

یہ سوالات فقیر تک پہونچے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو اور سوالات معلوم ہوں تو لکھئے۔

⁂

خاتمہ

سوال: تم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے کوشش کی ہے کہ وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی منکر نہ تھیں۔ یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف ترمذی شریف میں ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار ہے۔ (معاذ اللہ) ملاحظہ ہو۔

قالت عائشۃ من اخبرک ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ اوکتم شیئا مما امر بہ اویعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث اعظم الفریۃ (رواہ الترمذی)

یعنی صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا ہے یا اُن پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر آیت میں ہے تو وہ شخص کذاب (جھوٹا) ہے۔

(ف) آیۃ سے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ مراد ہے۔

جواب: اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ تمام محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے تھی جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے مخالف وقوع روایت کا اثبات کیا جس کی بحث فقیر نے شرح بخاری میں شرح و بسط سے کی ہے۔

علاوہ ازیں نہ ہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

(۲) حضرت نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا اُن میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم تھا البتہ اس کو چھپایا۔ چنانچہ انوار التنزیل میں ہے۔ قولہ تعالیٰ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح العباد وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰھیۃ ما یحرم افشائہ الخ

تفسیر روح البیان جلد ۳ میں ہے۔

فی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکیف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی کتمہ اذ ھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک کما فی انسان العیون

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ مجھ سے میرے رب نے شبِ معراج میں کچھ پوچھا۔ میں جواب نہ دے سکا۔ پس اس نے اپنا دستِ رحمت و قدرت بے تکیف و تحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی سردی پائی۔ پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے۔ ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے

سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم ہے جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم ہے جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور فرشتے اور جن یہ سب حضرت کے امتی ہیں۔

(مدارج النبوۃ)

(ف) حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا تھا اُس کا افشاء حرام ہے۔

۳۔ یہ کہ پانچ چیزوں کا علم مناوی رحمۃ اللہ علیہ روض النفیر شرح جامع صغیر میں ارقام فرماتے ہیں فاما قولہ لا یعلمھا الا ھو فمفسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا وقد وجدنا ذالک بغیر واحد کما راینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ وقبلہ

یعنی آیت کی تفسیر ہے کہ مفاتیح غیب کو کوئی خود بخود نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور اُس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی۔

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انموذج اللبیب میں ارقام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن پانچ چیزوں کا علم بھی جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے اللہ تعالےٰ نے فرما دیا تھا مگر حکم ہوا کہ آپ اُسے ظاہر نہ کریں۔

(۳) تفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشرعیہ میں ہے۔

ولک ان تقول ان علم ہذہ الخمسۃ وان کان لا یعلمھا احد

الاالله لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبۃ واولیاء
بقرینۃ قولہ ان اللہ علیھم خبیرا علی ان یکون الخبیر
بمعنی المخبر یعنے اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا مگر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست اور اولیاء کو معلوم کرادے اس قرینے سے کہ اِنَّ اللّٰہ عَلَیْھِمْ خَبِیْر میں خبیر بمعنے مخبر ہو۔

پس بذریعہ وحی والہام علم غیب انبیاء و اولیاء کو عطا ہونا ہمارا عین ایمان ہے۔ علّامہ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں ولم یخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ یعنے نہیں تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس کے کہ معلوم کرادیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو (ایسا ہی شنوانی جمع النہایۃ میں ارقام فرماتے ہیں۔)

قرآنی دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ یعنے اے میرے حبیب معلوم کرادیا آپ کو وہ جو آپ نہ جانتے تھے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اُمور خمسہ تحت مَالم تعلم ہیں یا نہیں۔ اگر کہا جائے کہ مَا لَمْ تَعْلَمْ میں امور خمسہ داخل نہیں۔ تو اس کے نقیض تَعْلَمْ کے تحت میں ضرور داخل ہوں گے۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ان امور خمسہ یعنی پانچ باتوں کو جانتے تھے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مَا لَمْ تَعْلَمْ میں داخل ہے تو پھر عَلَّمَکَ سے اس کا علم ہونا ثابت ہُوا۔ علاوہ ازیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر کُل اشیاء روشن ہوگئیں اور آپ نے اوّل سے آخر تک کا حال بیان فرمایا۔ آپ کو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مرحمت ہوا جیسا کہ صحیح بخاری۔ ترمذی اور نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں مصرّح ہے

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا روایات سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آیت میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔

دیگر دلائل

اب ان اُمور خمسہ کے علم ہونے کی نسبت چند شہادتیں اور واقعات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ منکرین اور مخالفین کے لئے اتمام حجت ہو۔ اور ہم عقیدہ اشخاص کے لئے پختگیٔ ایمان اور یقین کامل کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ ماننے والوں کو رشد وہدایت بخشے تاکہ وہ انکار حقائق کے گناہ سے محفوظ رہیں۔

(۱) حضور سرور دارین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے وقوع کا علم تھا۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۲ زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا کے مرقوم ہے قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف وقت السّاعۃ باعلام اللہ تعالیٰ وھو لا ینافی الحصر فی الاٰیۃ کما لا یخفی ؁

(۲) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین میں ارقام فرماتے ہیں۔ فان قیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والسّاعۃ کھاتین یدل علی ان عندھا منھا علما والاٰیات تقضی ان اللہ تعالیٰ منفرد بعلمھا فالجواب کما قال الحلیمی ان معناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی اٰخر وانما تلینی القیٰمۃ والحق کما قال جمع ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یقبض نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض

(ف) ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا وقت بتعلیم الٰہی معلوم تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام چیزوں کو علم دے کر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا۔ مگر یہ کہ آپ کو بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

(۳) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۷ میں مرقوم ہے ولا یعلم متی تقوم السّاعۃ

(احدا) الا اللہ الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشاء من غیب و الولی تابع لہٗ یأخذ عنہ۔ یعنی کوئی شخص قیامت کا علم جانتا نہیں ہے۔ مگر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا۔ اس کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔

(۷) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں:۔

ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُوْتِيَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَيْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرَ بِكَتْمِ ذٰلِكَ	یعنے علمائے محققین ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے اور قیام قیامت اور روح کا علم بھی دیا گیا۔ مگر ان دونوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم کیا گیا۔

آنحضرت کو مینہ برسنے کا علم ہونے کا ثبوت

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مینہ برسنے کا بھی علم تھا

ترمذی شریف میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا دبر جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہیگا۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس یعنے جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ تعالیٰ مینہ کو بھیجیگا۔ گویا کہ وہ شبنم ہے۔ پس اُس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے۔

دیکھئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت بتلائی اور قبل از وقت بھی بھی سینکڑوں سال پہلے۔ کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے

اولیاء کو مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت یہ نعمت تو آپ کے خادموں

کو بھی میسر ہے۔ چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت میں مرقوم ہے کہ میں نے اولیاء سے یہ بات کثرت سے سُنی ہے کہ کل کو مینہ برسیگا یا رات کو۔ پس ٹھیک اُسی روز اور اُسی وقت مینہ برستا ہے اور نیز ہم نے سُنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا کہ یہ بزرگ جو دفن کئے گئے ہیں ولی اللہ ہیں یا الٰہی اگر میں سچا ہوں۔ تو مینہ برسا دے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو بادل کا نام ونشان نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ تمام آسمان ابر آلود ہے اور آناً فاناً موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ ہم سب بھیگتے ہوئے واپس گھر آئے۔

اس دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست ؛ فانی است وگفتِ اُو گفتِ خداست
دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست ؛ قبضۂ اش جز قبضۂ اللہ نیست

آنحضرت کو مافی الارحام کے علم ہونے کا ثبوت

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مافی الارحام

کا بھی علم تھا۔ یعنی یہ کہ قبل پیدا ہونے کے آپ بتا دیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر جو آپ نے بتلائی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اُس وقت سے ہے جب کہ نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں ہوتا بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر پہلے دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب مناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا وارد ہے کہ اُمِ فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج رات ایک نہایت مہیب اور مکروہ خواب دیکھا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے۔ عرض کیا ہے کہ وہ بہت ہی مکروہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بتلاؤ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک ٹکڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم سے کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواب تو بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳) خطیب اور ابو نعیم نے دلائل میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِهٖ فَائْتِنِيْ

یعنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ان دنوں میں حاملہ تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ لہٰذا جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لانا

فَلَمَّا وَلَدْتُ اَتَيْتُهٗ فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَاَلْبَأَهٗ بِرِيْقِهٖ

یعنی اُس عورت نے کہا جب میرے ہاں لڑکا تولد ہوا تو میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اُس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت

اور اپنا لب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔

اولیاء اللہ کو ما فی الارحام کا علم ہونا

(۱) تفسیر عرائس البیان میں وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ کے تحت میں مرقوم ہے۔ و سمعت ایضًا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر مافی الرحم من ذکر و انثٰی و رایت بعینی ما اخبر یعنے میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سُنا ہے کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے۔ یا لڑکی۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

(۲) بُستان المحدثین میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ نقل میکنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمے زلیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشتِ تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند۔ یعنے شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ ایک روز بیقرار اور پریشان ہو کر شیخ کی خدمت اقدس میں جاکر عرض کی۔ شیخ نے فرمایا۔ تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ آپ کی پیشنگوئی کے مطابق امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

(۳) حیوٰۃ الحیوان اور مستدرک اور ابن ہشام کی سیرت میں مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھو۔ میری طرف متوجہ ہو۔ میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خاموش۔ وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا۔

ف: ناظرین! انصاف فرمایئے کہ غلام کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا۔ مگر آقا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے۔ افسوس ایسی عقل و دانش پر۔ اللہ تعالیٰ ان عقل کے دعویداروں کو چشمِ حق بین عطا فرماوے۔

(ف) اگر علم ما فی الارحام کے یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا یا لڑکی۔ تب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت شریف کا اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ تعالیٰ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا۔ تو قطعاً غلط۔ اور سراسر جہالت ہے کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے۔ پھر وہ علقہ یعنی خونِ بستہ ہو جاتا ہے۔ پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کرے گا۔ اور اس کی کتنی عمر ہے۔ اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف کے باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ یہ ہیں۔ ثم یبعث اللہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ و اجلہ و رزقہ و شقی او سعید۔ اس سے ثابت ہے کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہیگا۔ اور کب مرجائے گا اور کیا عمل کرے گا۔ کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے۔ طرفہ تر یہ کہ خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتادیا۔ کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں۔ اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں۔ (کذا فی تاریخ الخلفاء وغیرہ)

آنحضرت کو کل کی بات کے علم ہونے کا ثبوت

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل کی بات کا علم تھا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر

بالامس یقول ھذا مصرع فلان غداً انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غداً انشاء اللہ الحدیث یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی قتل گاہیں ہم کو دکھائیں کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص۔ چنانچہ جسطرح حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

(ف) اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ حضرت کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں اور کس جگہ مرے گا۔ یعنی ما فی غد اور بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ کا علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تھا۔

(۲) عن سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ کلھم یرجون ان یعطیھا فقال این علی بن ابی طالب قالوا ھو یارسول اللہ یشتکی عینیہ فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ (الحدیث صحیحین)

یعنے صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا کہ اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ جب صبح ہوئی۔ تو سب لوگ آپ کے پاس آئے۔ اس خیال سے کہ ہمیں دیوے۔ آپ نے فرمایا۔ کہاں ہیں علی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو بلا لاؤ۔ چنانچہ جب وہ آئے۔ تو آپ نے اپنا لعاب مبارک ان کی

آنکھوں پر لگایا۔ جس سے وہ فوراً اچھے ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کو جھنڈا دیا۔

(ف) غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کل کی بات کی خبر کیسے دی۔ پس یا تو یوں کہو کہ حدیث غلط ہے۔ یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشا گیا وہ غلط ہے۔ کیوں کہ دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اور اجتماعِ نقیضین محال ہے۔ حدیث تو کسی صورت میں بھی غلط ہو نہیں سکتی۔ لہٰذا منکرین کا تراشا ہوا مطلب کہ "سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی طور سے نہ بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں"۔ سراسر غلط ثابت ہوا۔

(۳) عن سهل بن الحنظلة انهم ساروا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين فاطنبوا السير حتى كان عشية فجاء فارس فقال يا رسول الله انى طلعت على جبل كذا وكذا فاذا ابهوازن على بكرة ابيهم بظعنهم ونعمهم اجتمعوا الى حنين تبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال تلك الغنيمة للمسلمين غداً ان شاء الله تعالىٰ (رواه ابو داؤد) یعنی ابو داود میں سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ چلے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی پس ایک سوار نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوزان اپنے اونٹوں اور مال و اسباب کے ساتھ حنین کی طرف جمع ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کل کے روز مسلمانوں کی غنیمت ہے یعنی ہمیں کل ان پر فتح ہوگی اور سب مال و اسباب مسلمانوں کے لیئے غنیمت ہو جائے گا۔

(ف) اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل کی خبر تھی۔

کل کی خبریں دینا تو درکار بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو قیامت کی خبریں پہلے ہی دیدی تھیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب معجزات میں

عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ پڑھا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ پڑھا۔ پھر اُتر کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ کر غروب آفتاب تک خطبہ پڑھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دیدی پس ہم میں سے وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے (تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب غایۃ المامول فی علم الرسول پڑھیے)

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کے تمام حالات اور واقعات بتلا دیئے۔ باقی ابحاث علوم خمسہ" فقیر کے رسالہ جات" ۱۔ علم قیامت (۲) فیض الغیث فی علم نزول الغیث (۳) فیض العلاّم فی علوم ما فی الارحام ۴۔ نور الہدیٰ فی ما ذا تکسب غداً (۵) فیض الحیّ لا یموت فی علوم فی ای ارض تموت "۶" طلوع الشمس فی علوم الخمس" میں دیکھئے۔

سوال: تم نے حدیث شریف کے جواب میں خاصہ زور لگایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب حاصل نہ تھا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہار والی حدیث کا جواب لکھو جب کہ ہار کی گمشدگی پر حضور علیہ السلام اصل معاملہ سے بے خبر ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ تھیں تو راستہ میں ان کا ہار گم ہو گیا۔ آپ وہاں ٹھہر گئے۔ صحابہ کرام نے ہار ڈھونڈا۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی معلوم ہوتا تو آپ نے کیوں نہ بتا دیا۔

جواب ۱ مخالفین کے دلائل کا دارو مدار باطل اور غلط قیاسوں پر ہے حالانکہ قاعدہ ہے کہ عقائد قیاسیات سے ثابت نہیں ہوتے

جواب ۲ صحیح بخاری و مسلم ہے۔ فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً فوجدها

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا "ویحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

(ف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام خود اس کے واجد ہیں یعنی ہار خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پایا۔ نہ بتانے کے کیا معنی۔ فرض کیجئے کہ نہ بتایا۔ تو نہ بتانا کسی کے نہ جاننے کو کب مستلزم۔ یہ کہاں کی منطق ہے۔ اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے۔ کہیں یہ لوگ علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں مثلاً کفار نے وقت قیام قیامت کو کئی بار دریافت کیا اور ایان یوم القیامۃ کہا ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ بتایا اگر خدا کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتایا۔ معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کیلئے عدم علم ضروری ہو۔ اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ انہیں تو کیا نظر آئیں گی ہم ایک حکمت یہاں لکھتے ہیں۔ مزید تفصیل۔ فقیر کی کتاب "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں ہے۔

(۱) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول میں اس کی حکمت یوں ارقام فرماتے ہیں۔ واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لا ماء فیھا ۔ اس اقامت سے یہ فائدہ ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو۔ وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہو۔ اگر حضور فوراً بتا دیتے تو یہ مسائل کیوں کر معلوم ہو سکتے۔ مع ہٰذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو سفر میں ہو۔ مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا لحاظ کرنا چاہیے۔

نکتہ: یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا۔ اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے اور کس جگہ وضو کیا جائے گا تو وہ بے چین ہوئے۔ لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ضروری سوال کیلئے بھی بیدار کرنے کی کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ کسی نے گوارہ نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور

کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق حاصل ہے۔

انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) (ترجمہ اوپر گزرا۔)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کمر میں انگلیاں ماریں۔ یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے چونکہ حضور ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے۔ اسوجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی۔

ادب عائشہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اس درجہ ہونا چاہیے کہ ایسی طبعی حرکت بھی نہ ہونے پائے۔ جس سے خواب نازنین میں فرق آنیکا اندیشہ ہو۔

ارشاد نبوی: ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے۔ قیامت تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔

مبارک باد: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین بار فرمایا۔ انک لمبارکۃ۔ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہے۔ ایمان والوں کو تو نظر آتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنی پڑی اور جب پانی نہ ملا۔ تو ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمم جائز فرمایا اور مٹی کو پاک کر دیا۔ اس کے باقی وجوہ اور جوابات فقیر کے رسالہ "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں دیکھئے۔ یہ سوالات ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کیوجہ سے لکھ دیئے ہیں۔

اعتراضات شیعہ: اب شیعہ پارٹی کے چند اعتراضات ملاحظہ ہوں

ہم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر شیعہ کی گالی کی تفصیل اور ان کے تفصیلی سوالات وجوابات اپنی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں لکھے ہیں۔ یہاں پر

حدیث افک کی مناسبت سے چند سوالات اور پھر ان کے مختصر جوابات لکھتے ہیں۔ تاکہ ناظرین غور فرمائیں کہ وہابیوں نے محبوب رب المومنین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے کیے تو شیعوں نے ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پر وار کیے۔

سوالات شیعہ

سوال:۔ عائشہ نے بصرہ کا سفر کیا حجاب کے حکم کی خلاف ورزی کرکے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی۔ سولہ ہزار افراد کی جماعت کی معیت میں سفر کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وقرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ (الاحزاب ۳۳)

تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح تزیین نہ کرو،

جواب: اس آیت سے سفر کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے کہ قرن یا تو وقر یقر وقارا سے مشتق ہے۔ اور یا قار یقار سے جس کا معنیٰ اجتماع کا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے قر یقر قرارًا سے ہو، احتمال کی وجہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اگر استقرار کے معنیٰ میں بھی ہو تو بھی ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد تستر اور پردہ کرنا ہے۔ جس کی تاکید تبرج کی نہی سے کی جارہی ہے، تو اس میں سفر کرنے کی نہی نہیں ہے۔ اس لیئے کہ پردہ رکھتے ہوئے بھی سفر ہو سکتا ہے۔ دیکھیئے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی معیت میں حج کے موقعہ پر اور غزوات کے متعدد مواقع پر آپ کے ساتھ جاتی تھیں، اگر آیت میں مطلق خروج سے منع ہوتا تو آپ نہ لے جاتے۔

(۲) حضرت عائشہ کا بصرہ جانا کسی فساد کیلئے نہ تھا۔ بلکہ آپس کی اصلاح کے طور پر تھا جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک روایت جو کہ طلحہ اور زبیر کے بارہ میں ہے اس پر دال ہے اس لیئے کہ یہ دونوں بزرگ اس جنگ میں قتل ہوئے۔ اگر باغی ہوتے تو حدیث

میں ان پر شہید کا اطلاق نہ ہوتا۔ (حدیث کا متن حاشیہ[۱] پر دیکھیئے۔

سوال:۔ عائشہ حضرت عثمان کے قتل کرانے میں کوشاں رہی۔ وہ کہتی تھی کہ عثمان فاجر ہے، جب عثمان رضؓ قتل ہوگئے عداوت کی وجہ سے علیؓ کے ساتھ لڑائی اختیار کر لی۔

جواب:۔ یہ سب جھوٹ اور افترا ہے نہ وہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر حریص تھیں اور نہ علی رضی اللہ عنہ سے کوئی دشمنی رکھتی تھیں۔ اس کے برعکس عثمانؓ کو امام حق سمجھتی رہیں، محبت علی کو عبادت جانتی تھیں، جامع ترمذی ص ۲۳۴ جلد ۲ اور سنن ابن ماجہ ص ۱۱ میں ہے[۲]

عن عائشہ رضؓ انہا قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان یا عثمان لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم و فی روایۃ لا تخلعہ ثلاثا دیلمی میں ہے۔

عائشہ رضؓ فرماتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو فرمایا اے عثمان امید ہے تجھے اللہ تعالیٰ ایک قمیص پہنائے گا۔ لوگ اگر اسے اتروانا چاہیں، تو ان کیلئے اتارنا نہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ تین بار فرمایا۔

---

[۱] صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲ میں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراء ہو و ابوبکر و عمر و علی و عثمان و طلحۃ والزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھدا فما علیک الا نبی او صدیق او شہید

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تھے، آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، ایک چٹان متحرک ہوئی، آپ نے فرمایا سکون کر تجھ پر نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ [۲] جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۴، سنن ابن ماجۃ ص ۱۱۔

عن عائشہ رضہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی عبادۃ

عائشہ رضہ کہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کی محبت عبادت ہے۔

سوال :۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، ابونعیم کتاب الفتن اور ابن مسکویہ کتاب تجارب الامم میں اور ابن قتیبہ کتاب السیاسۃ میں لکھتا ہے، کہ جب حضرت عائشہ کا لشکر آب حوئب عائشہ پر پہنچا تو محمد بن طلحہ سے پوچھا یہ کون سا تالاب ہے، جواب دیا آب حوئب عائشہ نے کہا میں خیال کرتی ہوں، یہاں سے واپس چلی جاؤں، ابن طلحہ نے کہا کیوں؟ جواب دیا اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تالاب کے عبور سے منع فرمایا تھا۔

جواب :۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ بر تقدیر تسلیم صحت جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضہ کا واپس جانے کا ارادہ تھا، مگر دوسرے لشکریوں نے ان کا ساتھ نہ دیا، اور انہیں مجبوراً لے گئے، یہ بھی مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے ستر گواہ پیش کر دیئے تھے کہ یہ مکان حوئب نہیں ہے اور وہ کوئی دوسرا مکان ہے۔ اس سے معلوم ہوا ان سے اہل عسکر نے دھوکہ کیا اور مسائل شرعیہ کا دارومدار ظاہر پر ہوتا ہے۔

سوال :۔ جب عائشہ کا لشکر مکہ سے نکلا تو مسلمانوں کے بیت المال کو تباہ کر دیا علیؓ کے عاملوں کو قتل کیا، عثمان بن حنیف انصاری کو جو کہ حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے۔ نکال دیا۔

جواب :۔ یہ روایات صحیح نہیں ہیں، محدثین کا فیصلہ ہے کہ واقعہ جمل کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے وہ ابن سبا یہودی منافق کی افتراء پردازیاں ہیں، یہ شخص یہودی تھا، روافض کی شکل میں نمودار ہوا، علیؓ کو خدا کہتا۔ اس نے رفض کی بنیاد رکھی مورخین نے اس کی بیان کردہ باتوں سے جو کہ تحقیق سے کوسوں دور تھیں۔ یہ واقعہ اخذ کیا ہے، ابن قتیبہ۔ ابن اعثم کوفی اور سمساطی نے جو کچھ اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے سب اسی قبیل سے ہے۔ یہ واقعات درجہ صحت کو نہیں پہنچے۔ اس قسم کی خرافات اور یاوہ گوئیوں کو حضرت عائشہ پر طعن قائم کرنے کیلئے بنیاد بنانا اس انسان کا کام ہے۔ جو اللہ کے کلام قرآن پاک پر ایمان والیقان نہیں رکھتا۔ اللہ تعالی نے سورۂ نور میں صدیقہ رضی کی شان میں نازل فرمائی اور آخر میں فرمایا۔

الطیبت للطیبین والطیبون للطیبات اولئک مبرءون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم (النور ۲۶)

پاک عورتیں، پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے یہ بری ہیں اس سے جو لوگ باتیں بناتے ہیں۔ ان کیلئے مغفرۃ اور باعزت روزی ہے

سوال :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ نے راز ظاہر کر دیا ہے، قرآن پاک میں ہے۔

فلما نبأت بہ و اظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض (التحریم ۳)

جب اس نے اس کی خبر دی اور اللہ تعالی نے اس پر ظاہر کر دیا بعض بات بتا دی، اور کچھ سے اعراض کیا۔

جواب : عائشہ نے راز فاش نہیں کیا، مفسرین کا متفقہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے فراش پر ماریہ سے صحبت فرمائی، حفصہ اس وقت حاضر نہ تھی، حفصہ آئی، تو یہ بات ان پر شاق گزری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کو خود پر حرام کر دیا اور فرمایا یہ بات کسی کو نہ کہنا، حفصہ نے سمجھا قصہ صحبت کے اظہار سے منع فرما رہے ہیں نہ کہ اظہار تحریم سے اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے تحریم والی بات عائشہ پر ظاہر کر دی، تو یہ آیت نازل ہوئی، اس سے معلوم ہوا یہ اعتراض عائشہ پر کسی طرح وارد نہیں ہوتا، حفصہ بھی اجتہادی خطا کی وجہ سے معذور ہے یہ بات بھی ہے کہ اہل سنت وجماعت عائشہ اور حفصہ کو معصوم نہیں کہتے ہیں۔

اہل سنت کے مذہب پر کوئی قدح لازم آئے لہٰذا انہیں محفوظ مانتے ہیں۔

سوال: عائشہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنا غیرت نہیں آئی جتنا کہ خدیجہ پر آتی ہے۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں ہے، بات اتنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر اس کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

جواب: یہ بات محل اعتراض نہیں ہے، غیرت عورتوں کی فطرت میں داخل ہے اس روایت سے حضرت عائشہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید ترین محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ طعن نہیں، بلکہ عائشہ کی منقبت ہے۔

سوال: عائشہؓ نے کہا۔

قاتلت علیا ولو وددت انی کنت نسیا منسیا۔	میں نے علی سے جنگ کی ہے کاش میں نہ ہوتی۔

جواب: اس سے بھی حضرت عائشہ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ منصف مزاج انسانوں کی عادت ہے کہ اجتہادی کوتاہی کی وجہ سے کوئی غلطی صادر ہو جائے تو کوتاہی معلوم ہو جانے پر ندامت کرتے ہیں، اور اس سے استغفار کرتے ہیں۔

سوال: اپنے گھر کو ابوبکرؓ اور عمرؓ کیلئے مقبرہ بنا دیا، حالانکہ یہ مکان ان کی ملکیت نہ تھا۔

جواب ۱: یہ باطل ہے۔ قرآن پاک کی آیت وقرن فی بیوتکن میں بیوت کی ازواج کی طرف اضافت ان کی ملکیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھروں کا مالک بنا دیا تھا۔ ان کی ملکیت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر نے اپنی وفات سے پہلے عائشہ سے اجازت طلب فرمائی اس وقت تمام صحابہ حاضر و موجود تھے، کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔

جواب ۲: حضرت حسنؓ نے بھی حجرہ میں دفن ہونے کی حضرت عائشہؓ سے اجازت چاہی تھی، مگر مروان نے جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا۔ دفن نہ ہونے دیا۔ جیسا کہ فصول المہمۃ فی معرفۃ الائمۃ وغیرہ کتب امامیہ میں مذکور ہے۔

جواب ۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو پیشگی اطلاع دی تھی۔ جب کہ حضرت عائشہ نے حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

انی لک مافیہ الاموضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وقبر عیسیٰ بن مریم۔	تیرے لئے اس میں کہاں جگہ ہے اس میں میری، ابوبکر اور عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبروں کی ہی جگہ ہے۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور عائشہ کا حجرہ جو کہ منبر سے مشرق کی جانب تھا اشارہ کر کے کہا، اس جگہ فتنہ ہے جہاں سورج طلوع ہوتا ہے، شیعہ کہتے ہیں فتنہ سے مراد عائشہ ہے جو کہ امیر المومنین کے ساتھ لڑنے کیلئے بصرہ گئیں اور ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا باعث ہوئیں۔ معاذ اللہ

جواب: یہ سب باطل اور زعم فاسد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مشرقی جانب تھی، جیسا کہ الفاظ حدیث:

من حیث تطلع قرن الشمس	جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

یہ الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ روافض کوفہ سے برآمد ہونگے، معتزلہ بصرہ سے قرامطہ سواد کوفہ سے اور خوارج نہروان اور نجدی ظاہر ہونگے یہ سب مقامات مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہیں، دجال بھی مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا اور ایران جو کہ روافض کا گڑھ ہے بھی مشرق کی طرف واقع ہے، اگر عائشہ مراد ہوتی تو ان کے بارہ میں قرآنی آیات کیوں اتریں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بدلہ میں دوسری عورتیں لانے سے کیوں ممنوع ہوئے، اس سلسلہ میں اصل عائشہؓ تھیں۔ جن کی وجہ سے یہ منع آئی۔ دوسری ان کے تابع ہیں۔ حدیث کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی کی نشانی ہیں ہے"۔

سوال :۔ ایک لڑکی عائشہ نے تیار کی اور کہا۔

لعلّنا نصید بہا بعض شبان قریش	ہم اس کے ذریعہ کسی نوجوان قریشی کا شکار کریں گے۔

جواب :۔ اس اثر کے اول سے آخر تک سب رواۃ مجہول ہیں۔ ایک مجہول راوی بھی روایت کو ناقابلِ اعتبار بنا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ سارا سلسلہ ہی مجہول ہو۔

لہٰذا یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے، بر تقدیر صحت روایت جواب یہ ہے کہ یہ کوئی طعن کی بات نہیں کیوں کہ ایک شریف لڑکی کیلئے مناسب کفو تلاش کرنا کوئی عیب کی بات نہیں لڑکے والوں کی عورتوں کے سامنے لڑکی کے حسن وجمال اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ مندوب ہے، کسی بھی مہذب معاشرہ میں یہ بات قابل طعن و عیب نہ ہے۔ لیکن بی بی کے لئے ایسا تصور غلط ہے جب کہ وہ جملہ عالمِ انسانیت کی ماں ہیں۔

جواب ۲۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے، شکار کرنے سے عائشہ کی مراد اپنے لئے ہے نص قطعی سے ایسا شخص خبیث ہے وہ مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سبحانک ھذا بہتان عظیم یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین ۔ (النور ۱۶-۱۷)	ہم اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں یہ بہت بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی بات نہ کہنا، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

نیز حق تعالیٰ نے فرمایا۔

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات ۔ (النور ۲۶)	خبیث عورتیں، خبیث مردوں کیلئے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کیلئے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نازل ہو جانے کے بعد جو شخص بھی عائشہؓ پر اس قسم کی بہتان تراشی کرے گا۔ وہ مومن نہیں ہے۔ منطقی قضایا کی رد سے یہ نتیجہ واضح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

ان کنتم مؤمنین لا تعودوا لکنہم عادوا لمثلہ فما ھم بمؤمنین ۔	اگر تم ایمان دار ہو ایسی بات پھر نہ کہنا لیکن انہوں نے ایسی بات کہی نتیجہ پس یہ مومن نہ ہیں۔

ایسا شخص خبیث ہے کہ ایسا کلمہ خبیثہ اس کے ساتھ مختص ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب القتل ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول فقیر نے پہلے لکھا ہے۔ اور اس بارہ ایک حکایت ملاحظہ ہو۔

مندرجہ ذیل حکایت بھی اسی قانون کے تحت عجیب ہے۔

حکایت :۔ حسن بن یزید الراعی طبرستانی بہت بڑے عظیم انسان تھے۔ لیکن باوجود اینہمہ اونی کپڑے پہنتے تھے اور امر بالمعروف کے بہت بڑے پابند تھے۔ وہ ہر سال بغداد بیس ہزار دینار اسی فرض پر بھیجتے تھے کہ انہیں صرف ان حضرات پر صرف کیا جائے جو صحابہ کرام کی اولاد ہوں۔ ایک دفعہ اس کے ہاں ایک علوی لیکن شیعہ حاضر ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دیں۔ حضرت حسن موصوف الذکر نے اپنے غلام کو اس کی گردن زدنی کا حکم فرمایا۔ سادات علویوں نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ ہمارا آدمی ہے آپ نے فرمایا اس بدبخت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبیثہ کہا ہے اور قرآن مجید نے فرمایا :۔ الخبیثات للخبیثین الخ، اگر بی بی رضی اللہ عنہا کو ایسے مانا جا۔ تو نبی علیہ السلام پر حرف آتا ہے حالانکہ آپ طیب و طاہر ہیں اس لیے بی بی بھی طیبہ و طاہرہ اور جملہ عیوب سے پاک اور مبرا ہیں۔ فلہٰذا اے غلام دیر کیا ہے۔ اس خبیث کی گردن اڑا دے (انسان العیون ص ۶۲۴ / ۲۲۰)

نظام مصطفیٰ کاش کبھی تعزیرات اسلامی کا اجراء ہو تب ہم دیکھیں کہ عائشہ اور ان کے والدگرامی سیدنا صدیق اکبر و دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرنیوالوں کی سزا ان کے مناسب حال انہیں نصیب ہو۔ ہم فقیر تو قلم ہاتھ میں رکھتے ہیں اسی

لیے حسب استطاعت مخالفین کے اعتراضات کے جوابات لکھ دیے ہیں۔

سزا: نزول آیات کے بعد مندرجہ ذیل افراد نے سزا پائی۔

(۱) عبداللہ بن ابی بن سلول (۲) مسطح (۳) حمنہ بنت جحش (۴) عبیداللہ بن جحش اسے ابو احمد بھی کہا جاتا تھا۔ اور یہ نابینا تھا۔ اور چالاک ایسا کہ مکہ معظمہ کے کونے کونے میں اکیلا آتا جاتا تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ (۵) زید بن رفاعہ، کذافی مواہب الرحمٰن وغیرہ۔

(ف) حضرت حسان شاعر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض علماء نے شامل کیا ہے لیکن بعض فضلا نے انہیں بری قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی پاک دامن بی بی اور پھر محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ بیوی پر بہتان تراشی ناقابل معافی جرم ہے لیکن انسان خطاؤ نسیان سے مرکب ہے اسی لیے منافقین دشمنان نبوت کے ساتھ بعض مخلصین بھی اس غلطی کا شکار ہوئے۔ ان میں حضرت مسطح اور بی بی حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی ہیں اور وہ بھی صرف افک کے ناقل تھے قائل نہ تھے جیسا کہ ہم نے پہلے تفصیل سے لکھا ہے اکثر علماء نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بھی انہی ناقلین میں شامل کیا اس پر انہوں نے اپنے طور دلائل بھی دیے ہیں لیکن بعض علماء نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس غلطی سے مبرا قرار دے کر مندرجہ ذیل دلائل قائم کیے ہیں

(۱)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ مهذبة قد طیب اللہ خیمها
وطهرها من کل سوء و باطل

۲۔ فان کنت قد قلت الذی قد زعمتوا
فلا رفعت سوطی الی اناملی

۳۔ فکیف و ودی ما حییت ونصرتی
لآل رسول اللہ زین المحافل

یہ اشعار روح البیان ص ۱۲۵ ج ۶ میں ہیں۔

(۱) ترجمہ: مہذب ہے اللہ سے ان کی ہر ادا کو پاک فرمایا ہے اور وہ ہر برائی و باطل سے منزہ۔

(۲) جو تمہارا گمان ہے اگر میں نے کہا تو اس معروض کے بعد میرے کوڑا نہ اٹھائیے۔

(۳) یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں زندگی بھر آل رسول کی مدومحافل کی زینت رہا ہوں۔

اس سے قبل کے اشعار صاحب مواہب الرحمٰن نے لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حسان رزان ماتظن بریبة
وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

(۲) علیلة خیر الناس دینا ومنصبا
نبی الهدی المکرمات الفواضل

(۳) عقیلة حی من لؤی بن غالب
کرام المساعی مجدها غیر زائل

اس کے آخر میں یہ شعر لکھا۔

(۴) ومهذبة وقد طیب اللہ جسمها
وطهرها من کل شین و باطل

(۵) وانکان مابلغت عنی قلتہ

فلا رفعت سوطی الی انا ملی

ترجمہ۔ عفیفہ کاملہ ہے جس کی نسبت کوئی ریب کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور وہ کسی غافل ازبدی کی غیبت نہیں کرتی۔ چونکہ غیبت اس کا گوشت کھاتا ہے جس کی غیبت کرے تو کہا کہ ایسے گوشت سے وہ بھوکی رہتی ہے۔

(۲) پاک بی بی افضل الخلق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو دین ومنصب رسالت میں سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔

(۳) اولاد غالب کی عقیلہ عورت صاحب عزت پائدار ہے

(۴) ہر برائی و بدی پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پاکیزہ وطاہرہ سے بیان کیا ہے

(۵) جو خبر میری طرف سے آپ کو پہنچی اگر میں نے کہی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اتنی مہلت نہ دے کہ اپنا کو پار نہ لے سکوں

(ف) یعنی جو خبر میری طرف سے پہنچی میں نے اس کو ہرگز نہیں کہا ہے۔ کیوں کہ میں تو ہمیشہ آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ونصرت پر زندہ ہوں تو مذمت کیوں کر کرتا۔ چنانچہ کہا۔

(۱) فکیف وودی ماحییت نصرتی

لآل رسول اللہ زین المحافل

(۲) لہا رتبۃ عال علی الناس فضلہا

تقاصر عنہا سورۃ التطاول

ترجمہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ میں تو زندگی بھر آل رسول کی مدد میں مخلوق کی زینت بنا رہا ہوں۔

۲۔ ان کا لوگوں پر بڑا رتبہ ہے۔ ان کی شان سے ہر بیان کوتاہ ہے۔

سوال: کسی شاعر نے یہ کہا ؎

لقد ذاق حسان الذی کان اہلہ

وحمنۃ اذ قالوا لہجر ومسطح

جواب۱: اس شعر میں حسان غلطی سے لایا گیا ہے بلکہ دراصل عبد اللہ الذی الخ تھا۔

جواب۲: حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو صحاح کی روایات میں نہیں لیا گیا ہاں درجۂ ہفتم عے کی روایات میں ان کا نام قاذفین میں شامل ہے اور وہ اس قدر قوت نہیں رکھتی جو مقابلہ قطعی خبر صحیح عے ہو

جواب۳: بخاری کی دوسری روایات میں ہے کہ متولی کبیر منافق عبد اللہ بن ابی تھا اور اسمیں حسان ومسطح وحمنہ کا ذکر نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اعتقاد یہ رکھنا ہے کہ محدود القذف دو مرد اور ایک عورت تھی تعیین یقین حسان ومسطح وحمنہ نہیں چاہیے کیوں کہ ان کی صحابیت قطعی ہے اور محدود القذف کی روایات ظنی۔ اور قرآن مجید میں ہے۔

ان الظن لا یغنی من الحق شیأ۔

نیز ان حضرات کا منافقین کے ساتھ مل جانا باینمعنی تھا کہ وہ واقعہ افک کے ناقل تھے۔ قائل نہ تھے۔ ان حدود کو مدنظر رکھنا ضروری ہے ورنہ "حب علی بغض معاویہ" کا مصداق بننا پڑے گا۔

نعوذ باللہ من ذلک

عے۔ یعنی حدیث حسن ہے ۱۲۔ عے یعنی وہ روایات جو حضرت حسان کے فضائل میں وارد ہیں۔

جواب: (۴) حافظ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں لکھا کہ ایک قوم نے اس سے انکار کیا ہے کہ حسان بن ثابت نے افک میں خوض کیا ہو اور اسمیں محدود ہوا ہو۔

جواب (۵): مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے حسان کو بری قرار دیا تھا۔

جواب (۶): بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حسان کے شعر سے بہتر کوئی شعر نہیں سنا: وہ شعر حسان رضی اللہ عنہ یہ ہے :۔

(۱) ہجوت محمدا فاجبت عنہ
وعند اللہ فی ذاک الجزاء

(۲) فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

(ترجمہ) تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اس کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ لیکن میرے ماں باپ اور میری عزت محمد کی عزت پر قربان ہے۔

یہ شعر سفیان کے رد میں کہا تھا۔ رواہ ابن جریر عن عامر الشعبی۔

یہ اشعار گواہ ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بہتان تراشوں میں شامل بھی نہیں ہوئے۔ ممکن ہے ان کی خاموشی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جوش و خروش نہ دکھانے سے لوگوں کو گمان ہوا ہو تو اس گمان کا ازالہ بھی مذکورہ بالا اشعار میں فرمایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل تفسیر مواہب الرحمٰن پ۱۸ تحت آیت ہذا میں دیکھئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ
علی حبیبہ رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین فقیر بے نوا مسکین قادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاول پور
۷ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ جمعہ (پاکستان)

فہرست مضامین غایۃ المامول فی علم الرسول

حمد وثنا و وجہ تالیف	۳
مقدمۃ الکتاب پاکستان میں دو فرقے	۴
علامات وہابیہ از احادیث	۵
فتاوی شامی کا حوالہ کہ وہابی خارجی ہیں	۶
کتاب التوحید و تقویۃ الایمان کا تعارف	۷
وہابی دیوبندی فرقہ کی گستاخانہ عبارات	۸
عرب و عجم کا فتوی کہ دیوبندی وہابی کافر ہیں	۹
دیوبندی وہابی فرقہ کے اختلافی مسائل	۱۰
غیب کا لغوی و عرفی معنے	۱۱
غیب کے معنے کی ایک عجیب تقریر	۱۲
غیب کا اطلاق قرآن مجید میں	۱۳
علم غیب کی بحث کے قواعد	۱۴
بری اشیاء کا جاننا برا نہیں	۱۵
لفظ نبی کا لغوی معنے غیب جاننے والا	۱۶
نبوت کا معنے غیب جاننا اس کے حوالے	۱۸
سوال نبوت رفعت سے مشتق ہے اسکا جواب	۱۹
انبیاء علیہم السلام کا علم غیب دائمی ہوتا ہے	۲۰
علم غیب خاصہ خدا ہے اس کا جواب	۲۱
باب اول آیات قرآنی در علم غیب	۲۲
آیۃ ویکون الرسول کے تفسیری حوالے	۲۶
منافقوں نے علم غیب کا انکار کیا اور	۲۸
اللہ تعالے نے ان کا رد فرمایا	//
آیۃ علمک مالم تعلم پر سوال کا جواب	۳۰
منافقوں نے کہا حضور علیہ السلام کی اونٹنی گم	۳۲
ہوگئی علم ہوتا تو بتا دیتے اللہ	//
تعالے نے ان کا رد فرمایا	//
آیۃ وما ھو علی الغیب	۳۳
مع تفاسیر	//
آیۃ وھو بکل شیء علیم مع تفاسیر	۳۴
تفسیر فلا یظہر علی غیبہ (پ۲۹ الجن)	۳۵
ویکون الرسول (الآیۃ) کی مزید تحقیق	۳۷
و مسئلہ حاضر و ناظر	//
عقیدۂ اسلاف رحمہم اللہ	۳۸
باب دوم اعتراضات وہابیہ	۳۹
مخالفین کے اعتراضات کے جوابات	۴۰
کا خلاصہ	//
آیۃ قل لا اقول لکم کے جوابات	۴۲
آیۃ قل لا یعلم من فی السموٰت	۴۵
والارض الغیب الا اللہ کے جوابات	۴۵
آیۃ ولو کنت اعلم الغیب کے جوابات	۴۷
آیۃ وعندہ مفاتح الغیب کے جوابات	۵
آیۃ یوم یجمع اللہ الرسل کے جوابات	۵۲
آیۃ وما ادری ما یفعل کے جوابات	۵۳
آیۃ لا تعلمہم نحن نعلمہم الآیۃ	۵۵
کے جوابات	//
آیۃ منہم من قصصنا الآیۃ کے جوابات	۵۶
آیۃ ویسئلونک عن الروح الخ	۵۷
کے جوابات	//
آیۃ وما علمناہ الشعر کے جوابات	۵۹
سوال نبی علیہ السلام سوائے عربی	
کے اور کوئی زبان نہ جانتے تھے اسکا جواب	۶۳
حضور علیہ السلام کل کائنات کے نبی	۶۴
صحابہ کو غیر ملک بھیج کر انہیں اس ملک	۶۶
کی بولی عطا فرما دی	//
آج بھی ہر امتی کی بولی اس سے	۶۶
بہتر طور پر جانتے ہیں۔	//
آپ دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں	۶۷
سورہ لقمان کی آیۃ ان اللہ عندہ	۷۱
علم الساعۃ کے جوابات	//
آیت مذکورہ کا شان نزول	۷۲

علم قیامت کا انکار از رسول اللہ صلی اللہ	۷۵
علیہ و آلہ وسلم عقیدۂ معتزلہ	//
درایۃ کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی	۷۶
آیۃ میں نفس کی نفی ہے نہ کہ نبی اور	۷۷
ولی سے	۷۷
معتزلہ و دیوبندی وہابی ایک ہیں	۷۸
مناظرہ سنی بہ معتزلی	۷۸
(سوال) عفا اللہ عنک الآیۃ کے	۷۹
جوابات	//
اجازت بخشی کا اذن تو عام تھا	۸۳
پھر عتاب کیوں	//
آیت مذکور کا شانِ نزول	۸۴
عفا اللہ عنک پیار کا	۸۶
کلمہ ہے	//
آیۃ ولا تصل علی احد کے	۸۷
سوالات کے جوابات	//
تبرکات کے فضائل و فوائد	۸۸
تبرکات کے برکات کے دلائل	۸۹
وقصہ ابی ابن و حضرت	۹۰
عمر رضی اللہ عنہ	//
حضور علیہ السلام نے منافق کو	۹۱
قمیص کیوں پہنایا	//
منافقین کا حضور سید عالم صلی اللہ	۹۲
علیہ و آلہ وسلم کو علم تھا	//
صحابیوں والا عقیدہ نہ کہ وہابیوں	۹۳
والا	//
آیۃ ولا تقولن لشیء الخ کے	۹۷
جوابات	//
سوال :- جبریل علیہ السلام پہلی	۹۸
وحی لائے تو آپ کو علم	//
نہ تھا اس کے جوابات	//
نبی علیہ السلام کی نبوت اسوقت تھی جبکہ آدم علیہ السلام	۱۰۱
پیدا کئے گئے مولوی اشرف علی تھانوی کی گواہی	//
حضور علیہ السلام نے براہِ راست	۱۰۲
اللہ عزوجل سے تعلیم پائی	//
وہابی دیوبندی فرقہ کا عقیدہ	۱۰۳
ہے کہ حضور علیہ السلام چالیس	//
سال کی عمر کے بعد نبی بنے ہیں	//
اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام	۱۰۳
اول المخلوق اور تمام تخلیق سے	//
پہلے سے نبوت سے موصوف ہیں	//
دیوبندی مولوی نے لکھا ہے	۱۰۴
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو	//
اردو دیوبند (مدرسہ) میں آنے جانے	//
کی وجہ سے آئی	//
آیۃ علمک ما لم تکن پر اعتراض	۱۰۵
کا جواب	//
نزولِ قرآن سے پہلے ہی حضور نبی	۱۰۵
کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآنی علوم	//
کے عالم تھے	//
علم اجمالی و علمِ تفصیلی کی	۱۰۸
تحقیق :-	//
ولادت مبارکہ سے علوم کا	۱۱۰
استدلال	//
باب سوم احادیثِ مبارکہ سے	۱۱۱
علم غیب	//
حدیث ان اللہ رفع فی الدنیا	۱۲۱
کی تشریح از شروح	//
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہنا	۱۲۴
ہے کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	//
نے ہر چیز بتا دی یہاں تک کہ جب	//
پرندہ پر ہلاتا ہے تو بھی اس پر سوال کا	//
جواب	//
داؤد علیہ السلام کا معجزہ کہ ایک	۱۲۵
لمحہ میں زبور پڑھ لیتے تھے	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت	۱۲۶
کہ لمحہ میں تمام قرآن پڑھ لیتے	//
اسی طرح دوسرے اولیاء کی کرامات	۱۲۷
منافقوں نے علم غیب کا انکار کیا	۱۲۸
تو حضور علیہ السلام نے انکار رد فرمایا	//

باب چہارم اقوال علمائے اسلام	۱۶۳
باب پنجم عقائدِ صحابہ کرام	۱۸۰
عقیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۸۱
صدیقِ اکبر کو علمِ غیب	۱۸۹
عقیدۂ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۱۹۱
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا	۱۹۲
اجمالی حال	//
عقیدۂ فاروق کی توثیق	۱۹۳
خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۱۹۵
عقیدۂ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ	۱۹۶
عقیدۂ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۱۹۹
عقیدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۲
عقیدہ عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ	۲۰۴
عقیدۂ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۲۰۹
علمِ غیب و اختیار کا عقیدہ	۲۱۳
علم غیب للصحابہ رضی اللہ عنہم	۲۱۴
صدیق اکبر کو علمِ غیب	۲۱۵
فاروقِ اعظم کو علمِ غیب	۲۱۶
عثمان و علی کو علمِ غیب	۲۱۷
عائشہ صدیقہ " " "	۲۲۰
امام حسن و دیگر ایک جوان کو علمِ غیب	۲۲۱
امام باقر و زید صحابی کو علمِ غیب	۲۲۲
حارث انصاری کو علمِ غیب	۲۲۷
باب ۶ علوم الاولیاء کا بیان	۲۳۰
باب ۷ علوم الغیب لغیر اللہ یعنی	۲۴۵
ملائکہ وغیرہ	//
ملک الموت کا علم و اختیار	۲۴۶
علوم الملائکہ والحور الغلمان	۲۴۸
بہشتی و دوزخی اور بہشتی و دوزخی	۲۴۹
کا علم	//
زمین کے چپہ چپہ کا علم	۲۵۰
موذن کی اذان کے متعلق علم اور	۲۵۱
راستوں کا علم	//
لوح و قلم کے علوم	۲۵۱
لوح محفوظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۵۳
کے علم کے آگے ایک قطرہ	//
لوحِ محفوظ اولیاء اللہ	۲۵۴
کے سامنے	//
قلم کا علم	۲۵۵
علوم القرآن اور نبی آخر الزمان حضرت	۲۵۶
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	//
حجر اسود کو علمِ غیب	۲۵۷
علم غیب کے اثبات میں	۲۵۹
عقلی دلائل	//
علمِ غیب دو قسم ہے	۲۶۱
بہترین تقریر	//
مخالفین کے ایک اہلِ قلم کا بیان	۲۶۲
تقریر مذکور کی توثیق از آیۃ	۲۶۶
المیثاق	//
مرشد دیوبند اور ان کے پنجابی کا	۲۶۹
فیصلہ	//
حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	۲۷۱
کے علم پر طنز کرنا مخالفین	//
اور منافقین کا طریقہ ہے	//
غزوۂ خندق اور منافقین	۲۷۴
کا طعنہ	//
ابن الصلت منافق کا عقیدہ	۲۷۵
علمِ غیب کے انکار پر ربانی حکم	۲۷۷
علمِ غیب کا انکار وہابی	۲۷۹
اور دیوبندی کو	//
منافقین اور وہابی	۲۸۰
اور دیوبندی	//
باب ۹	۲۸۱
اعتراضات از احادیث اور	//
ان کے جوابات	//
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت	۲۸۵
کا سوال و جواب	//
" " " " "	//

مضمون	صفحہ
حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ کو علم غیب وغیرہ ہے اس کے جوابات	۲۹۱
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا علم ہوتا تو بتا دیتے اس کے جوابات	۲۹۸
سوال قیامت میں حضور علیہ السلام ایک گروہ سے بیخبر ہونگے اسکے جوابات	۳۰۳
سوال حضور علیہ السلام امت کو وضو کے آثار سے پہچانیں گے اسکے جوابات	۳۰۸
سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوتے کو نجس لگی ہوئی تھی آپ کو خبر نہ ہوئی اس کے جوابات	۳۱۲
بیر معونہ کے شہدا کا حضور علیہ السلام کو علم نہ تھا اس کے جوابات	۳۱۳
سوال حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا اسکے جوابات	۳۲۱
سوال آپ نے خود فرمایا کہ میں فیصلہ خلاف واقعہ کردوں تو الخ اس کے جوابات	۳۲۴
سوال حضور علیہ السلام نے خود فرمایا مجھے خاتمہ کا علم نہیں اس کے جوابات	۳۲۶
سوال حدیث تلقیح اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے جوابات	۳۳۲
سوال حضور علیہ السلام نے قسم کھائی کہ شہد نہ پیوں گا اس کے جوابات	۳۳۷
سوال حضور علیہ السلام کو علم غیب ہے تو پھر انہیں عالم الغیب کہنا کیوں منع ہے	۳۴۳
باب نمبر ۱۰	۳۵۰
اعتراضات از اقوال علماء وفقہا اور ان کے جوابات	〃
سوال	۳۶۱
علم غیب خدا تعالیٰ کی صفت ہے کسی غیر کے لیے ماننا شرک ہے اس کے جوابات	〃

فہرست مضامین شرح حدیث افک

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تصنیف شرح حدیث افک	۳۶۵		بی بی کی فضیلت بیان فرمائی	
۲	منقبت منظوم بی بی عائشہ	۳۶۶	۱۴	بی بی عائشہ کا علمی مقام	۳۸۳
۳	منقبت از امام احمد رضا قدس سرہٗ	۳۶۷	۱۵	ابو الاعلیٰ مودودی کی بھڑاس	۳۸۴
۴	پیش لفظ	۳۶۸	۱۶	غلام خاں اور دوسرے دیوبندیوں کا گندا عقیدہ	۳۸۵
۵	تعارف بی بی عائشہ	۳۶۹			
۶	حضور علیہ السلام سے عقد کی تاریخ	۳۷۰	۱۷	واقعہ افک کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ	
۷	وفات اور جنازہ	۳۷۱			
۸	بی بی عائشہ کے فضائل ومناقب	۳۷۲	۱۸	بخاری شریف کی روایت عربی معہ ترجمہ	۳۸۵
۹	افک کا واقعہ مختصراً	۳۷۲			
۱۰	واقعہ تیمم بھی فضیلتِ عائشہ کی دلیل ہے۔	۳۷۹	۱۹	ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام واقعہ افک کو نزولِ وحی (قرآن) سے پہلے منجانب اللہ جانتے تھے	۳۹۶
۱۱	واقعۂ ایلاء بھی بی بی کی فضیلت کی دلیل ہے۔	۳۷۹	۲۰	دیوبندی کہتے ہیں کچھ نہیں جانتے اور ان کے دلائل کا خلاصہ	۳۹۷
۱۲	بی بی کے فضائل از حضور علیہ السلام	۳۸۲			
۱۳	سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے		۲۱	ہندو کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ	۳۹۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کو کوئی علم غیب نہیں	
۲۲	اہل سنت کی طرف سے دلائل مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا (بخاری)	۳۹۸
۲۳	(دلیل) مَا زَنَتْ اِمْرَاَۃُ بنی قط (الخ)	۳۹۹
۲۴	اصولِ حدیث کا ایک قاعدہ	۳۹۹
۲۵	عقلی دلیل بر دعوئ اہلسنت	۳۹۹
۲۶	یہ علم لازمۂ نبوت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ہر بیوی کا زنا سے پاک ہونا ضروری ہے۔	
۲۷	امام فخر الدین نے فرمایا	۴۰۰
۲۸	قاعدہ بی بی کی برأت کی دلیل	۴۰۰
۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل شکستگی اور ملال کا جواب از رازی	
۳۰	قاعدہ از امام فخر الدین رازی	۴۰۱
۳۱	زواجر باری تعالیٰ کہ تم نے واقعہ سے پہلے برأت کا اعلان کیوں نہ کیا؟	۴۰۱ ۴۰۳
۳۲	آیاتِ زواجر مع تشریح	۴۰۵
۳۳	صحابۂ کرام کے بیانات کہ بی بی عائشہ پاکدامن اور واقعہ ہذا میں پاک وصاف ہیں	۴۱۱
۳۴	ابو ایوب انصاری وام ایوب کا بہترین بیان برائے صدیقہ	۴۱۱
۳۵	ابی ابن کعب کا بیان اور ابن زید کا بی بی کی صفائی پر استدلال از قرآن	۴۱۲
۳۶	بی بی زینب کی عجیب گواہی	۴۱۳
۳۷	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہترین دلائل دیئے کہ بی بی کا کوئی قصور نہیں	۴۱۴
۳۸	حضرت عثمان نے کہا جب اللہ تعالیٰ کو آپ کا سایہ گوارا نہ ہوا	۴۱۴
۳۹	حضرت علی نے کہا جب آپ کے پاؤں کے لئے ایسا جوتا گوارا نہ کیا جس پر نجاست لگی ہو	۴۱۵
۴۰	کیا حضرت علی کو بی بی عائشہ کے ساتھ بغض تھا یا بی بی کو حضرت علی کے ساتھ دشمنی اس کی تفصیل اور جوابات	۴۱۶
۴۱	نجس جوتے کے متعلق وہابیہ کا سوال اور ہمارا جواب	۴۱۷
۴۲	جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی دلیل اور اس کا جواب	
۴۳	بی بی بریرہ کی گواہی اس پر اعتراض اور جواب	۴۱۹
۴۴	بی بی بریرہ کی عجیب گواہی اور صفائی کی اعلیٰ تقریر	
۴۵	صحابہ کا عقیدہ تھا کہ بی بی بالکل پاک صاف ہے	۴۲۰
۴۶	صحابہ کے عقائد دربارہ بی بی حضور نے سنے اور خوش ہوئے	۲۰
۴۷	صحابۂ کرام نے واقعہ کے لئے صفائی پر جھگڑا، وہ ہماری دلیل ہے۔	۲۰
۴۸	حضور علیہ السلام حقیقت سے باخبر تھے	۲۱
۴۹	بی بی عائشہ اور حضرت صفوان کا داخلہ مدینہ میں کس طرح ہوا۔	۲۲
۵۰	بدگمانی گناہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگمانی کرنے سے معصوم ہیں۔	۲۳
۵۱	حضور علیہ السلام ہر ایک کے باطن کو جانتے ہیں۔	۲۴
۵۲	امام فخر الدین رازی کا استدلال	۲۵
۵۳	صفوان بن معطل نامرد تھے	۲۶
۵۴	رئیس المنافقین کے غلط رویّے سے استدلال	۴۲۷
۵۵	پرانا قاعدہ اور دلیل نئی	۴۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۶	فطرتِ انسانی سے دلیل	۴۲۹
۵۷	حوالہ فیصلہ کن از امام سیوطی	
۵۸	علم کے باوجود لاعلمی کا اظہار	۴۳۰
۵۹	منافقین کی چال غلط	۴۳۰
۶۰	ہار کا واقعہ جس سے حضور علیہ السلام کو بے خبر ثابت کیا جاتا ہے۔	۴۳۱
۶۱	حاجی امداداللہ رحمہ اللہ کی تصریح کہ حضور علیہ السلام واقعۂ افک سے بے خبر نہ تھے۔	۴۳۱
۶۲	وہابی دیوبندی مرزائیوں سے بھی بڑے ہیں۔	۴۳۲
۶۳	دیوبندی، وہابی، مودودی علماء کی عدالت میں	۴۳۳
۶۴	اگر حضور کو علم ہوتا تو بی بی کو اکیلا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور اس کا جواب۔	۴۳۴
۶۵	تلک الغرانیق سے ہمارا استدلال	۴۳۴
۶۶	حضور علیہ السلام کا بی بی کو اکیلا چھوڑنے کی حکمتیں	۴۳۶
۶۷	بی بی مریم اور بی بی عائشہ کی تہمت کا موازنہ	۴۳۷
۶۸	اگر حضور کو علم تھا تو آپ مغموم کیوں رہے۔	۴۳۸
۶۹	سوال مذکور کے چار جوابات اس پر دس آیات سے استدلال	۴۳۸
۷۰	مغموم ہونا علم کی دلیل ہے	
۷۱	حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یوسف زندہ اور کہاں ہے لیکن مغموم رہے حوالہ جات از تفاسیر	۴۴۲
۷۲	بی بی ام موسیٰ علیہ السلام علم کے باوجود مغموم رہیں۔	۴۴۲
۷۳	غزوہ بدر میں فتح اور امام حسین کی شہادۃ کے علم کے باوجود مغموم رہے۔	۴۴۳
۷۴	روح المعانی نے تصریح کی کہ مغموم ہونا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا۔	۴۴۵
۷۵	حضور کو اگر علم تھا تو پھر بی بی عائشہ سے بے لطفی کیوں	۴۴۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	سوالِ مذکور کے چھ جوابات	۴۴۶
۷۶	اگر علم تھا تو پھر تفتیشِ حال	۴۴۹
	کیوں اور اس کا محققانہ جواب	۴۵۱
۷۷	ایک انوکھا سوال اور اس کا عجیب جواب	۴۵۱
۷۸	بی بی کو یقین تھا کہ حضور علیہ السلام ان کے حالات سے بے خبر نہیں تا	״
۷۹	بہتانِ وہابیہ کا بہترین جواب	
۸۰	اگر حضور علیہ السلام کو علم تھا تو ایک ماہ تک چھان بین کیوں کی؟	۴۵۳
۸۱	یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے متعلق جیل میں رہ کر چھان بین کی تو وہاں لاعلمی نہ تھی یہاں بھی	۴۵۴
۸۲	حضور کو علم تھا تو پھر بی بی کی برأت کا علم کیوں نہ کیا؟ اسکے تین جواب	۴۵۴
۸۳	اگر حضور علیہ السلام کو علم تھا تو بی بی کو توبہ کی تلقین	۴۵۷
	کیوں کی؟ اس کے محققانہ جوابات	״
۸۴	اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو بی بی عائشہ کیوں کہتی کہ حضور علیہ السلام کے لئے علوم خمس ماننے والا جھوٹا ہے اسکے محققانہ جوابات	״
۸۵	علوم خمس پر علماء کی تصریحات	۴۵۹
۸۶	علم غیب رسول کے لئے قرآنی دلائل	
۸۷	علوم خمس پر علماء کے مزید انکشافات	
۸۸	حضور علیہ السلام کو قیام قیامت کا علم	۴۶۰
۸۹	حضور علیہ السلام کو بارش برسنے کا علم تھا	۴۶۲
۹۰	اولیاء کو بارش کے برسنے کا علم تھا	
۹۱	حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ کسی کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی	
۹۲	اولیاء کو علم ما فی الارحام	۴۶۵
۹۳	علامہ ابن حجر شارح بخاری کے	۴۶۵
۹۴	پیر و مرشد کا علم ما فی الارحام	
۹۵	حضور کو علم ما فی الغد	۴۶۶
۹۶	بدر کے دن بتا دیا کہ کون کہاں مرے گا؟	
۹۷	خیبر کے دن بتا دیا کہ کل	۴۶۷

	مضمون	صفحہ
۱۰۲	حنین کی جنگ کی غنیمت کی خبر	۴۶۸
۱۰۳	علوم خمس کے متعلق اویسی کی تصانیف کے اسماء	۴۶۹
۱۰۴	بی بی عائشہ کا ہار گم ہو گیا حضور کو علم ہوتا تو بتا دیتے اس کے جوابات	۴۶۹
۱۰۶	بی بی عائشہ پر شیعہ کے اعتراضات اور اس کے جوابات	۴۷۴
۱۰۷	بی بی پردہ کی پروا نہ کر کے جنگِ جمل میں کیوں گئی؟ اس کے جوابات	۴۷۴
۱۰۸	بی بی نے عثمان کو قتل کرایا تو علی کی بھی دشمن تھیں اس کے جوابات	۴۷۴
۱۰۹	بی بی کو بتایا گیا کہ آپ کو کتے بھونک رہے ہیں اسی جنگ سے آپ کو حضور نے روکا آپ نہ جائیں اس کا مفصل جواب	۴۷۴
۱۱۰	عائشہ کے لشکر نے بیت المال کو تباہ کیا۔	
	عائشہ نے رسول اللہ کی نافرمانی کی اس کا جواب	۴۷۵
	چند بہتانات اور ان کے جوابات	
	عائشہ کے حجرہ کی طرف سے حضور نے فتنوں کی خبر دی اس کا جواب	
	ایک بہتان اس کا جواب	
	(حکایت) بہتان تراشی اور اس کا قتل کرانا	
	حضرت حسان کے متعلق فیصلہ	
	حضرت حسان کے اشعار جو انہوں نے بی بی عائشہ کے فضائل و مناقب میں لکھے	

تمت بالخیر

شائقین طلبہ کیلئے خوشخبری

مرکزی دارالعلوم جامعہ اُولیسیہ رضویہ بہاولپور

میں شعبۂ حفظِ قرآن، شعبۂ تجوید و قراءۃ، شعبۂ درسِ نظامی، شعبۂ حدیث شریف میں داخلے شروع ہیں۔ بیرونی طلبار کے لئے رہائش و خورد و نوش کا معقول انتظام ہے۔ قابل ترین اساتذہ بڑی محنت و لگن سے طلباد کو تعلیم دیتے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف حسبِ سابق مفسرِ قرآن استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ محمد فیض احمد صاحب اُویسی دامت برکاتہم العالیہ خود پڑھائیں گے اور علم میراث بھی حضرت قبلہ موصوف پڑھائیں گے۔ تکمیل درس نظامی کے ساتھ فاضل عربی کورس مکمل طور پڑھایا جاتا ہے اور مذکورہ بالا کورسز کے امتحانات بھی دلائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم کے علاوہ بچوں کو اُردو کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ طلبہ کو علمی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے تاکہ طلبہ خود بھی سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال و محرک نمونہ ہوں اور دوسروں کو بھی محبت و عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے سکیں۔

دارالعلوم ہذا سے فارغ ہونے والے طلبہ انشاء اللہ العزیز عربی، فارسی، اردو، انگریزی میں ماہر ہوں گے تاکہ باطل قوتوں کو اچھے طریقے سے جواب دے سکیں۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں۔ نئے سال کا آغاز پندرہ شوال سے ہوتا ہے۔ خواہش مند طلباد اپنے داخلے جلد بھجوائیں۔

ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور

مفسرِ قرآن
فیضِ ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی تصانیف

معراج مصطفےٰ	تاریخ محبوب مدینہ	شہد سے میٹھا نام محمد
تفسیر اویسی	ذکرِ اویس	ذکرِ سیرانی
انگوٹھے چومنے کا ثبوت	حاضر و ناظر کا ثبوت	نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت
اذان بر قبر	کفنی لکھنا	وہابی دیوبندی کی نشانی
تبلیغی جماعت کے کارنامے	تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ	دیوبندی بریلوی فرق
بڑھیا کا بیڑا	خطبہ اویسیہ	شیعہ کا متعہ
آئینہ شیعہ نما	شرح حدائق بخشش	شرح حدیث لولاک
ندائے یا رسول اللہ	نعلین مبارک کے فضائل	مدحتِ رسول ﷺ

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور